سوالا جوابا

منح الروض الازہر

شرح

الفقہ الاکبر

امام اعظم حضرت نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ

علامہ علی بن سلطان محمد القاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علامہ مولانا عبد الرحمن مدنی

مرکزی جامعۃ المدینہ فیضان مدینہ

عنصر رضا جامی

عرض فقیر!

بحمد اللہ تعالیٰ ہم بھی کچھ الفاظ کو کتابی شکل دینے میں کامیاب ہوئے اور سردیوں کی چند چھٹیوں سے استفادہ کرتے ہوئے کتاب منح الروض شرح فقہ اکبر کو سوالات وجوابات کے انداز میں لکھنے سے بہرامند ہوئے یقیناً اس میں اہل علم حضرات کی نظر میں بہت سی خامیاں ہوں گی بہر کیف طفل مکتب سمجھتے ہوئے نظر انداز فرمائیں خیر اللہ تعالیٰ سے دعاگو ہوں کہ اس ادنی سی کوشش کو قبول فرمائے۔

اسلوب کتاب!

اس میں اولاً تو ان سوالات کو فوکس کیا گیا ہے جو عبارت سے متعلق ہیں اور اصل میں وہی مقصود ہیں اور ان سوالات کو انڈر لائن کر دیا گیا ہے اور اس کے علاوہ استاذ محترم عبد الرحمن صاحب نے جو نشانات لگوائے تھے ان کو ذکر کیا گیا اور کچھ ان کے علاوہ معلوماتی سوالات وجوابات بھی داخل کئے گئے ہیں چونکہ طلباء کی عادات کریمہ میں سے ہے کہ پیپروں کی فکر میں یہ کہتے کہتے پوری کتاب ہی پڑھ ڈالتے ہیں کہ شائد یہ بھی سوال آئے لہذا اس تشنگی کو ختم کرنے کے لئے ان کو بھی زیر سوالات وجوابات لے آئے۔

حالات امام اعظم رحمہ اللہ

آپ کا نام وکنیت: امامِ اعظم رحمہ اللہ کا نام نُعمان اور کُنیت ابُو حنیفہ ہے۔

آپ کی ولادت: آپ 80 ہجری بمطابق 699ء میں کوفہ میں پیدا ہوئے۔

آپ کی تعلیم وتربیت: آپ نے فقہ کی تعلیم اپنے استاد حماد بن ابو سلیمان سے حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ کا سب سے پہلا طبقہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم ہیں، آپ کے علاوہ امام مالک سمیت ائمہ حدیث اور ائمہ فقہ میں کوئی امام بھی تابعی نہیں آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی براہِ راست زیارت کی اور ان سے احادیث نبوی کا سماع کیا۔

آپ کے مشائخ: آپ رحمہ اللہ کے تقریباً چار ہزار مشائخ ہیں جن میں مشہور ترین حضرت حماد بن ابو سلمان رحمہ اللہ بھی ہیں۔

آپ کے شاگرد: آپ رحمہ اللہ کے تقریباً ایک ہزار شاگرد ہیں ان میں سے چند کے نام یہ ہیں: امام ابو یوسف، امام محمد بن حسن الشیبانی، امام حماد بن ابی حنیفہ، امام زفر بن ہذیل، امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہم۔

آپ کی تصانیف: جن میں سے مشہور یہ ہیں: الفقه الأكبر، الفقه الأبسط، العالم والمتعلم، رسالة الإمام أبي حنيفة إلى عثمان البتّي، وصية الامام أبي حنيفة.

آپ کی وفات: بغداد شریف میں 150 ہجری میں آپ رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

حالات ملا علی قاری رحمہ اللہ

آپ کا نام ونسب: آپ کا نام علی بن سلطان محمد نور الدین ملاؒ ھَروی قاری ہے۔

لقب وکنیت: آپ کا لقب نور الدین اور ملا ہے "افغانستان اور ایران میں لفظ ملاؒ فارسی میں اہل علم حضرات کے لئے بولا جاتا ہے" اورآپ کی کنیت ابو الحسن ہے۔

آپ کی پیدائش: آپ رحمہ اللہ ھرات شہر میں پیدا ہوئے، جو اب افغانستان کے مغرب میں واقع ہے بعد میں آپ رحمہ اللہ حج اور طلب علم کے لئے مکہ میں تشریف لے گئے تھے۔

آپ کے استاذ: آپ رحمہ اللہ کے کثیر مشائخ ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں: شیخ مولانا معین الدین بن زین الدین، شیخ شہاب الدین، شیخ علی متقی صاحب کنز العمال اور شیخ محمد سعید، شیخ عبد اللہ سندی رحمہم اللہ۔

آپ کے شاگرد: آپ رحمہ اللہ کے کثیر شاگرد ہیں ان میں سے شیخ عبد القادر طیری، شیخ عبد الرحمن مرشدی، شیخ محمد بن فروخ موروی رحمہم اللہ مشہور ہیں۔

آپ کی تصانیف وتالیفات: آپ رحمہ اللہ نے کثیر کتب تصانیف فرمائی ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں: تفسیر قرآن، بدایۃ السالک، شرح مشکاۃ، شرح شفاء، سیرت شیخ عبد القادر جیلانی، شرح اربعین نوویہ وغیرہ۔

آپ کی وفات: آپ رحمہ اللہ کی وفات 1014 ھجری شوال کے مہینے میں ہوئی اور آپ کو معلاہ قبرستان میں سپردِ خاک کیا گیا۔

علم الکلام کے بارے میں بنیادی معلومات!

علم کلام کی تعریف: علامہ سعد الدین تفتازانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: دین کے عقائد کو یقینی دلائل سے جاننے کا نام علم الکلام ہے۔

علم الکلام کی وجہ تسمیہ: اس علم کو علم الکلام کہنے کے مختلف اسباب ہیں ان میں سے تین یہ ہیں:

(1) محققین کے مابین اعتقادی مسائل میں جس کے بارے میں زیادہ بحث کی جاتی ہے وہ کلام اللہ ہے اسی مناسبت سے اس کو علم الکلام کہا جاتا ہے۔

(2)س علم کی فی نفسہ اکثر طور پر تحقیق کلام کے ساتھ ہی تام ہوتی ہے۔

(3) یہ علم تحقیقاتِ شرعیہ اور الزامِ خصوم کے بارے میں کلام کرنے پر قدرت کو پیدا کرتا ہے۔

علم الکلام کی غایت: اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور اس کے افعال کی معرفت حاصل کرنا، دین کے عقائد کو دلائل قطعیہ اور اس پر وارد ہونے والے شبہات کا رد کرنے کے ذریعے دین اسلام پر یقین کو پختہ کرنا، تاکہ اس کے ذریعے ایمان اور احکام شرعیہ کی تصدیق محکم اور پختہ ہو جائے نیز مسلمان تقلید سے یقین کی طرف ترقی کریں۔

علم الکلام کا موضوع: دین کے عقائد کو ثابت کرنا۔

علم الکلام کے بارے میں علماء کے اقوال: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بدعت کی پانچ قسمیں ہیں: بدعت واجبہ، مندوبہ، حرام ومکروہ اور مباح پس ملاحدہ اور بدعتیوں کا رد کرنا بدعت واجبہ ہے۔

امام ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہمارے ائمہ نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ ہر شخص پر صحیح اعتقاد کی فاسد اعتقاد سے پہچان کرنا واجب عین ہے اور اس میں اہل کلام کے قوانین کا جاننا شرط نہیں۔

علم الکلام کے ماہر علماء کرام: ابو الحسن اشعری، ابو منصور ماتریدی، حارث محاسبی، ابو معالی جوینی، ابو حامد محمد غزالی، فخر الدین رازی، ابو بکر بن فورک، سعد الدین تفتازانی، ابو عبد اللہ سنوسی رحمہم اللہ ان کا علم الکلام کے ماہرین میں شمار کیا جاتا ہے۔

فقہ اکبر امام اعظم رحمہ اللہ کی ہے یا نہیں؟: فقہ اکبر آیا امام اعظم کی کتاب ہے یا نہیں اس بارے میں اختلاف ہے،

صحیح قول یہ ہی ہے کہ یہ امام اعظم کی ہی تصنیف ہے جیسے کہ علماء کے کثیر اقوال اس پر دال ہیں: **امام زبیدی فرماتے ہیں** کہ اہلسنت کے فقہاء میں سے سب سے پہلے متکلم امام اعظم رحمہ اللہ ہیں جنہوں نے علم الکلام کے بارے میں فقہ اکبر لکھی۔

بیان اصول الایمان

سوال نمبر1: اصل توحید میں کن کن اشیاء پر ایمان لانالازم ہے فقہ اکبر کی روشنی میں بیان فرمائیں؟

جواب: اصل توحید میں بندے پر واجب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں و کتابوں ورسولوں پر اور موت کے بعد اٹھنے پر اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لائے۔

سوال نمبر2: امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب کانام الفقہ الاکبر کیوں رکھا؟

جواب: اس بات کی طرف اشارہ کرنے کے لئے کہ اس کا بھی اہتمام کرنا ضروری ہے اور اکثر علماء کا یہ ہی مذھب ہے کیونکہ فقہ اکبر یعنی عقائد مدارِ ایمان ہیں اور صحتِ ارکان کی بنیاد ہیں۔

نوٹ: مسائل کو فقہ اصغر اور عقائد کو فقہ اکبر کہا جاتا ہے۔

اعتراض: مصنفین کی عادات میں سے ہے کہ تسمیہ کے بعد حمد کو ذکر کرتے ہیں جبکہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فقط تسمیہ پر ہی اکتفاء فرمایا؟

جواب: یہاں تسمیہ کے بعد الحمد کو اس لئے ذکر نہیں کیا کیونکہ تسمیہ بھی حمد کے مضمون پر مشتمل ہے یعنی الرحمن الرحیم میں رب کی تحمید بھی ہے۔

سوال نمبر3: اسم اعظم کے بارے میں امام اعظم رحمہ اللہ کا مذھب بیان فرمائیں؟

جواب: ھشام نے محمد بن حسن سے روایت کیا کہ محمد بن حسن رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ **اللہ** اسم جلالت اسم اعظم ہے امام طحاوی رحمہ اللہ اور اکثر عارفین کا یہ ہی مذھب ہے یہاں تک کہ فرمایا: اسم جلالت **اللہ** سے بڑھ کر کوئی ذکر ہی نہیں۔

سوال نمبر4: اسم جلالت علَم منقول ہے یا علَم مرتجل؟

جواب: اسم جلالت علَم مرتجل ہے بغیر اصل کا اعتبار کئے جس سے اس کو لیا گیا ہو یعنی یہ اولاً ہی اسم ہے کسی سے مشتق وماخوذ نہیں ہے یہ ہی اکثر کا مذھب ہے ان میں امام اعظم، محمد بن حسن، امام شافعی، امام خلیل، زجاج، ابن کیسان، امام غزالی وامام خطابی رحمہم اللہ وغیرہ ہیں۔

سوال نمبر5: امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا توحید کے بارے میں کن سے مناظرہ ہوا نیز آپ نے ان کو کیا دلیل دی؟

جواب: حکایت کیا گیا ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے اہل کلام میں سے ایک فرقے نے توحید ربوبیت کے بارے میں مناظرہ کرنے کا ارادہ کیا تو آپ نے ان سے فرمایا: اس مسئلہ میں کلام کرنے سے پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ دریائے دجلہ میں ایک کشتی ہو وہ خود بخود ساز و سامان کھانا وغیرہ اٹھائے اور دوسری جگہ چھوڑ آئے پھر خود واپس آجائے اور یہ سب کسی کے چلائے یا تدبر کئے بغیر ہو کیا یہ ممکن ہے؟

تو انہوں نے کہا: یہ تو محال ہے ایسا ہو ہی نہیں سکتا، تو آپ رحمہ اللہ نے ان سے فرمایا: جب یہ ایک کشتی کے بارے میں محال ہے تو تمام عالَم چاہے سفلی ہو یا علیا ہو کیسے اپنے آپ چل سکتا ہے۔

سوال نمبر6: الحمد للہ سے توحید کی کتنی قسمیں ثابت ہوتی ہیں نیز مشرک کس قسم کے قائل ہیں؟

جواب: الحمد للہ سے ہم توحید کی دو قسمیں ثابت کرتے ہیں: (1) توحید ربوبیت (2) توحید عبودیت

(1) **توحید ربوبیت:** یعنی ہم رب کو ایک مانتے ہیں اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور الحمد للہ میں بھی ہم یہ ہی کہتے ہیں کہ تمام تعریفیں ایک ہی رب کے لئے ہیں۔

(2) **توحید عبودیت:** یعنی ہم رب تعالیٰ کو ایک مان کر عبادت کرتے ہیں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹہراتے، اور الحمد للہ میں ہم یہ ہی کہتے ہیں کہ تمام تعریفیں فقط رب تعالیٰ ہی کے لیے ہیں وہی ذات حمد کی مستحق ہے۔

مشرکین کا مذھب: مشرکین توحید ربوبیت تو مانتے ہیں لیکن توحید عبودیت کو نہیں مانتے یہ رب کے ساتھ عبادت میں دوسروں کو بھی شریک کرتے ہیں۔

نوٹ: یاد رہے مسلمانوں دونوں کو مانتے ہیں کیونکہ توحید عبودیت سے توحید ربوبیت بھی لازم آتی ہے جبکہ توحید ربوبیت سے توحید عبودیت لازم نہیں آتی۔

سوال نمبر7: توحید کی اقسام بیان فرمائیں؟

جواب: (1) قرآن کریم نے اللہ اور اس کے اسماء وصفات وافعال کے بارے میں جو خبریں دی ہیں اسے **توحیدِ علمی** کہتے ہیں۔

(2) اور قرآن نے اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی طرف دعوت دی غیروں کی عبادت سے روکا اسے **توحید ارادی طلبی** کہتے ہیں۔

(3)اور قرآن پاک نے عبادات و معاملات کا حکم دیا اور ممنوعات سے منع کیا اور اللہ کی اطاعت کو لازم کیا اسے **حقوقِ توحید** اور توحید کے مُکَمِّلات کہتے ہیں۔

(4)اور قرآن مجید نے اہل توحید کے اکرام اور دنیا و آخرت میں ان کے اکرام و انعام کی جو خبریں دی اسے **جزاءِ توحید** کہتے ہیں۔

(5)اور قرآن حمید نے مشرکین کی دنیا و آخرت میں اہانت و سزا و عذاب کی جو خبریں دی اسے **سزاء توحید** کہتے ہیں۔

سوال نمبر 8: سارے کا سارا قرآن کس بارے میں ہے؟

جواب: سارے کا سارا قرآن توحید اور اہل توحید کے حقوق اور ان کی ثناء اور مشرکین کی مذمت، ان کی سزاء اور ان کی جزاء کے بارے میں ہے پس الحمد بھی توحید، الرحمن بھی توحید، مالک یوم بھی توحید، ایاک نعبد و ایاک نستعین بھی توحید، اھدنا الصراط بھی توحید اور انعمت علیہ بھی توحید ہے۔

اعتراض: اھدنا الصراط المستقیم میں تو سوال کیا جارہا ہے یہ کیسے توحید ہو سکتا ہے؟

جواب: مولانا یہاں سوال بھی تو توحید کا ہی کیا جارہا ہے لہذا یہ بھی توحید ہی ہے۔

سوال نمبر 9: کیا رب تعالیٰ کسی کے وجدان کا محتاج ہے نیز امام طحاوی عقائد کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کسی کے ذوق، وجدان کا محتاج نہیں اسی وجہ سے ہم قرآن و سنت کے مخالف کو مضطرب اور مختلف پاتے ہیں، اللہ فرماتا ہے: اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَـكُمۡ دِيۡنَكُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِىۡ وَرَضِيۡتُ لَـكُمُ الۡاِسۡلَامَ دِيۡنًا ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔ لہذا ہم اس کی تکمیل میں قرآن و سنت سے ہٹ کر کسی امر خارج کے محتاج نہیں ہیں۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم عقائد میں اپنی آراء سے تاویل کرنے والوں اور اپنی خواہشات پہ چلنے والوں کو داخل نہیں کرتے۔

اعتراض: امام صاحب نے اللہ تعالیٰ کی توحید کو بیان کیا جبکہ وجود کے بارے میں بحث کرنے سے اعراض کیا حالانکہ پہلے تو وجود ثابت کیا جاتا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو بیان کرنا اللہ تعالیٰ کے وجود کو بھی مستلزم ہے جیسے ویڈیو موبائل کو مستلزم ہے ظاہری بات ہے ویڈیو تب ہی چلے گی جب موبائل کا وجود ہو گا نیز انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی اللہ تعالیٰ کی توحید کو بیان کیا اور ان کو لوگوں سے لا الہ الا اللہ کہلوانے کا مکلف کیا گیا نہ کہ اللہ موجود کہنے کا مکلف کیا گیا۔

سوال نمبر 10: مخلوق کی فطرت میں اللہ تعالیٰ کے وجود کے ثابت ہونے پر قرآن وحدیث سے دلیل بیان فرمائیں؟

جواب: اللہ قرآن میں فرماتا ہے: فِطۡرَتَ اللّٰہِ الَّتِیۡ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیۡہَا: اللہ کی ڈالی ہوئی بِنا جس پر لوگوں کو پیدا کیا۔ اور حدیث پاک میں ہے کل مولود یولد علی فطرۃ الاسلام۔

سوال نمبر 11: عقائد کے ماخذ کو بیان فرمائیں یعنی عقائد کس سے لینا واجب ہے؟

جواب: عقائد کو شرع سے اخذ کرنا واجب ہے کیونکہ شرع ہی اصل ہے اس میں وہ عقل جو قرآن وسنت کے موافق ہو معتبر ہے کیونکہ صانع تعالیٰ اور اس کے علم و قدرت کا اثبات فقط قرآن وسنت پر ہی موقوف نہیں جیسے اگر کوئی پہاڑوں میں ہو تو اس پر بھی عقل کے ذریعے رب پر ایمان لانا ضروری ہے۔

سوال نمبر 12: اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی فضیلت کے ظہور اور اس کی قدرت وحکمت پر کوئی آیت بیان فرمائیں؟

جواب: اللہ فرماتا ہے: اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ اخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَ النَّہَارِ وَ الۡفُلۡکِ الَّتِیۡ تَجۡرِیۡ فِی الۡبَحۡرِ بِمَا یَنۡفَعُ النَّاسَ وَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ مَّآءٍ فَاَحۡیَا بِہِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِہَا وَ بَثَّ فِیۡہَا مِنۡ کُلِّ دَآبَّۃٍ ۪ وَّ تَصۡرِیۡفِ الرِّیٰحِ وَ السَّحَابِ الۡمُسَخَّرِ بَیۡنَ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ: بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات و دن کا بدلتے آنا اور کشتی کہ دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہے اور وہ جو اللہ نے آسمان سے پانی اتار کر مردہ زمین کو اس سے جِلا دیا اور زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلائے اور ہواؤں کی گردش اور وہ بادل کہ آسمان وزمین کے بیچ میں حکم کا باندھا ہے ان سب میں عقلمندوں کے لئے ضرور نشانیاں ہیں۔ پس جو جوزمین و آسمان میں ان عجائبات کو دیکھے گا اور حیوانات ونباتات کی بدیع فطرت کو دیکھے گا اسے یہ باتیں اس بات کی طرف لے جائیں گی کہ ان امور عجیبہ کا ایک محکم ترتیب کے ساتھ ہونا کسی صانع کے بغیر ممکن نہیں جس نے ان کو وجود بخشا ہو۔

سوال نمبر 13: کفار کی اقسام بیان فرمائیں؟

جواب: کفار کی کئی اقسام ہیں: لوگوں میں سے بعض نے تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کر کے کفر کیا کہ اللہ کے ساتھ دوسرے خدا ہونے کا دعویٰ کیا جیسے بتوں کی پوجا کرنے والے، اور بعض نے بعض حوادث کو غیر کی طرف منسوب کیا جیسے مجوسی شر کو شیطان کی طرف اور خیر کو نور الرحمن کی طرف منسوب کرتے ہیں، اور بعض ستارا پرست بعض آثار کو بتوں کی طرف منسوب

کرتے ہیں اور نجومی یہ بعض آثار کو ستاروں کی طرف منسوب کرتے ہیں کیونکہ ان میں انوار پائے جاتے ہیں، اور بعض بعث و دوبارہ زندہ ہونے کے منکر ٹھہرے۔

سوال نمبر14:عالم حادث ہے یا قدیم؟

جواب:ہمارا عقیدہ ہے کہ عالم حادث ہے اور جو عالم کو قدیم کہہ وہ کافر ہے، بہر کیف عالم حادث ہے، محدث کے معنی ہیں جو عدم کے بعد پایا گیا اور یہ ایسے بنانے والے کی طرف محتاج ہے جو صفت قدیم کے ساتھ متصف ہے اور وہ رب تعالیٰ کی ہی ذات ہے جیسا کہ رب فرماتا ہے:اَللّٰہُ خٰلِقُ کُلِّ شَیۡءٍ.

سوال نمبر15:اللہ کا قدیم و ابدی ہونا کونسی صفات میں سے ہے؟

جواب:اس بارے میں اختلاف ہے:**بعض نے کہا کہ** قدیم اور ابدی ہونا اللہ کی صفات سلبیہ میں سے ہے۔

ان کی دلیل: کہ پہلے ہم رب کے عدم (یعنی رب پہلے نہیں تھا بعد میں ہوا) ہونے کی نفی کرتے ہیں پھر اس کے قدیم ہونے کو ثابت کرتے ہیں لہذا یہ صفات سلبیہ سے ہے۔ **بعض نے کہا کہ** قدیم اور باقی ہونا اللہ کی صفات ثبوتیہ میں سے ہے۔

سوال نمبر16:اللہ کی ذات وصفات کے متعلق یقینی علم حاصل ہونے کے بعد کیا فرض کیا گیا؟

جواب:اللہ کی ذات وصفات کے متعلق یقینی علم حاصل ہونے کی بعد امنت باللہ وملائکۃ و کتبہ و رسلہ الی آخر کہنا فرض عین ہے۔

سوال نمبر17:ایمان لانے کے لئے اقرار بلسان ضروری ہے یا نہیں شرح فقہ اکبر کی روشنی میں بیان فرمائیں؟

جواب:اس بارے میں اختلاف ہے:**بعض نے کہا کہ** زبان سے اقرار کرنا ایمان کا حصہ ہے مگر کہ جو حصہ ہوتا ہے وہ بعض اوقات گر بھی جاتا ہے جیسے جسم کے بعض اعضاء جدا ہو جاتے ہیں،

اور بعض نہیں کہا: اقرار بالسان ایمان کے احکام جاری کرنے کے لئے شرط ہے یہ ہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہے اسی کی طرف ماتردیدی اور اشاعرہ گئے ہیں اس کی تائیید رب کا یہ فرمان کرتا ہے:اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیۡ قُلُوۡبِہِمُ الۡاِیۡمَانَ: یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا۔ لہٰذا اگر اقرار بالسان ضروری ہوتا تو اس کا بھی ذکر کیا جاتا۔

اور علامہ بزدوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو اپنے دل سے تصدیق تو کرے لیکن بغیر عذر کے زبان سے تصدیق نہ کرے تو وہ شخص مؤمن نہیں، یہ ہی محققین فقہاء کا مذھب ہے۔

سوال نمبر 18: ایمان لاتے وقت کس کلمہ کا کہنا شرط ہے مع اختلاف کے بیان فرمائیں؟

جواب: ہمارے نزدیک ایمان لاتے وقت لفظ اشھد کہنا شرط نہیں جیسے کہ عبارت میں امام صاحب نے بھی یجب ان یشھد بانی امنت باللہ نہیں کہا بلکہ ان یقول امنت باللہ کہا۔

بعض شوافع نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان (مجھے حکم دیا گیا کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کی گواہی دیں) سے استدلال کرتے ہوئے لفظ اشھد کی شرط لگائی ہے۔

شوافع کی دلیل کا جواب: اگر حدیث میں حتی یشھدوا کے الفاظ آئے ہیں تو دوسری روایت میں حتی یقولوا کے بھی آئے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حتی ان یقولو الا الہ الا اللہ

سوال نمبر 19: شرح فقہ اکبر کی روشنی میں امنت باللہ کا معنی بیان فرمائیں؟

جواب: اس کا معنی ہے کہ میں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے وجود اور اس کے ذات میں ایک ہونے اور صفات میں متفرد ہونے کا اعتراف کرتے ہوئے تصدیق کی۔

سوال نمبر 20: ملائکہ کے بارے میں ہمارا کیا عقیدہ ہے؟

جواب: فرشتے اللہ کے مکرم بندے ہیں وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے اور اللہ کے حکم سے تجاوز نہیں کرتے اور یہ سب معصوم ہیں اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے اور مرد یا عورت ہونے سے پاک ہیں جیسا کہ رب تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا: وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ؕ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْـَٔلُوْنَ: اور انہوں نے فرشتوں کو کہ رحمٰن کے بندے ہیں عورتیں ٹھہرایا کیا ان کے بناتے وقت یہ حاضر تھے اب لکھ لی جائے گی ان کی گواہی۔اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ: کیا اس نے بیٹیاں پسند کیں بیٹے چھوڑ کر۔

جواھر الاصول میں ہے کہ فرشتوں کے لئے جنتی نعمتوں سے اور رب رحمن کی زیارت سے کوئی حصہ نہیں ہے اسی طرح شرح قونوی میں ہے کہ فرشتے لطیف اجسام والے ہوتے ہیں اور جس شکل میں چاہے بدل سکتے ہیں دو، تین اور چار پروں والے بھی ہوتے ہیں ان میں سے معظم فرشتوں کا مقام آسمان ہے نیز فرشتوں کو ہوائی مخلوق بھی کہا جاسکتا ہے۔

سوال نمبر 21: اس عبارت کتبہ ورسلہ کی تفصیلاً وضاحت فرمائیں؟

جواب: کتب سے مراد وہ کتب جو نازل کی گئیں جیسے تورات، انجیل، زبور، قران اور اس کے علاوہ جن کی تعداد معین نہیں ہے اور رسلہ سے مراد تمام انبیاء کرام ہیں چاہے انہیں تبلیغ کا حکم دیا گیا ہو یا نہ دیا گیا ہو، اور ہم انبیاء کی تعداد کو معین نہیں کرتے

تاکہ جو نبی نہ ہو وہ ان میں داخل نہ ہو جائے یا جو نبی ہو وہ ان سے خارج نہ ہو جائے اسی لئے ہم ان کی تعداد کو بیان کرتے وقت کم وبیش کا لفظ بولتے ہیں۔

سوال نمبر22:امام صاحب نے رسولوں کا ذکر فرمایا انبیاء کرام کا ذکر کیوں نہیں فرمایا؟

جواب: کیونکہ امام صاحب کے نزدیک نبی ورسول مترادف ہیں جیسا کہ امام ابن ہمام نے اختیار فرمایا جبکہ جمہور کے ہاں رسول نبی سے خاص ہوتا ہے کہ ہر رسول نبی تو ہے لیکن ہر نبی رسول ہو ضروری نہیں۔

سوال نمبر23:عبارت میں پہلے ملائکہ پھر کتب، رسولوں کا ذکر ترتیب کے ساتھ کرنے میں کیا حکمت ہے؟

جواب: ان کے مابین ترتیب اس اعتبار سے ہے کہ فرشتے کتابوں کو لاتے ہیں رسولوں کے پاس، ان کی ایک دوسرے پر فضیلت کے اعتبار سے ترتیب کو ذکر نہیں فرمایا کیوں کہ اس بات پر اجماع ہے کہ کتب منزل من اللہ جو اللہ کا کلام ہیں فرشتوں سے افضل ہے۔

سوال نمبر24:اس عبارت والبعث بعد الموت میں بعث سے کیا مراد ہے نیز بعد الموت کی قید کا فائدہ بیان فرمائیں؟

جواب: یہاں بعث سے مراد موت کے بعد اٹھایا جانا مراد ہے نہ کہ انبیاء کرام کی مخلوق کی طرف بعثت مراد ہے، بعد الموت اس بات کا فائدہ دیتی ہے کہ بعث بعد الموت سے مراد ابتدائی ہیئت کے فناء ہونے کے بعد دوبارہ لوٹایا جائے گا یعنی ان کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔

سوال نمبر25:بعث بعد الموت پر ایمان لانے اور اس کے منکر کا حکم مع دلیل بیان فرمائیں؟

جواب: موت کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے پر ایمان لانا واجب وضروری ہے اس کی دلیل کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے: ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے کہ: قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ: تم فرماؤ انھیں وہ زندہ کرے گا جس نے پہلی بار انہیں بنایا۔ اور اس کے علاوہ بھی اس پر قطعی نصوص اور چمک دار دلائل ہیں۔ شرح مقاصد میں ہے کہ حشر پر ایمان لانا ضروریات دین میں سے ہے اور اس کا انکار یقینی طور پر کفر ہے۔

نوٹ: اعتراض کو سمجھنے سے پہلے تناسخ کو سمجھے کہ: تناسخ کہتے ہیں روح کا ایک بدن سے دوسرے بدن میں منتقل ہو جانا جبکہ بدن ثانی پہلا بدن نہ ہو۔

اعتراض: بعث بعد الموت سے تو تناسخ لازم آتا ہے؟

جواب: تناسخ تو تب لازم آئے کہ اگر دوسرا بدن پہلے بدن کے اجزائے اصلیہ سے نہ بنایا جائے جبکہ قیامت کے دن انسان کو اس کے پہلے والے اجزائے اصلیہ (جن کو اعجب الذنب کہتے ہیں) پر ہی اٹھایا جائے گا لہذا تناسخ لازم نہیں آتا۔

اعتراض: تناسخ تو آپ کے بزرگوں سے ثابت ہے کہ آپ کے بزرگ امام جلال الدین رومی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کوئی مذہب ایسا نہیں جس میں تناسخ راسخ نہ ہو؟

جواب: آپ نے فقط بطور نام کے تناسخ فرمایا ہے ورنہ اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ تناسخ کو ماننے والوں کے ہاں تناسخ یہ ہے کہ روحوں کا دنیا میں ہی دوسرے بے جان جسموں میں لوٹنا، نہ کہ آخرت میں کیونکہ یہ لوگ جنت و دوزخ اور بقیہ امور عقبی کے منکر ہیں جس کی وجہ سے کافر ٹھہرے۔

اعتراض نمبر: اللہ قرآن میں فرماتا ہے: كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا، اس آیت میں تو تناسخ کا معنی واضح طور پر پایا جارہا ہے نیز حدیث پاک میں آیا کہ اہل جنت بے ریش امرد ہوں گے اور جہنمی کی داڑھ مثل احد کی طرح ہو گی لہذا اہل جنتوں کا اصل جسم اور کفار کے اعضاءِ اصلی تو باقی نہ رہیں گے لہذا تناسخ ثابت ہوا؟

جواب: اس کا جواب بھی ہم یہ ہی دیتے ہیں کہ دوسری کھالیں جو تبدیل کی جائیں گی وہ ان کے اجزائے اصلیہ پر واقع ہوں گی، جلنے کی وجہ سے یا تبدیلی کی وجہ سے اجزائے اصلیہ بدل نہیں جایا کرتے بلکہ بعینہ باقی رہتے ہیں جیسے آپ کسی بچے کو اس کے بچپن میں دیکھتے اور پھر اسی کو آپ کافی سال بعد بڑھاپے میں دیکھتے ہیں جبکہ اس کی صورت وہیئت بدل چکی ہوتی ہے آپ یہ نہیں کہتے کہ یہ کوئی اور ہے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ یہ وہی ہے جو چھوٹا ہوا کرتا تھا، اسی طرح جو جوانی میں کوئی جرم کرلے تو بڑھاپے میں بھی اس کو سزاء دی جاتی ہے یہ نہیں کہا جاتا کہ یہ تو کوئی اور ہے اس کی تو صورت وہیئت بدل چکی ہے رہا کافر کی داڑھ کا بڑھا ہونا یہ اعضاء کے سوج جانے کی ہی طرح ہے کہ کسی کو منہ پر بھونڈی لڑ جائے تو منہ پھول جاتا ہے پھر کچھ دنوں بعد دوبارہ اپنی اصلی حالت پر ہی آجاتا ہے۔

سوال نمبر 26: اجزائے اصلیہ کی تعریف شرح فقہ اکبر کی روشنی میں فرمائیں؟

جواب: شرح مواقف میں ہے کہ اجزائے اصلیہ وہ اجزاء ہیں جو اول عمر سے آخر عمر تک باقی رہنے والے ہوں، نیز بعض افاضل نے فرمایا کہ اجزائے اصلیہ وہ اجزاء ہیں جو اول فطرت سے حاصل ہوئے ہوں۔

سوال نمبر 27: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کن کن کو زندہ فرمائے گا نیز ناتمام اعضاء کا حشر ہو گا یا نہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عقلاء اور مجنون، صبیان، جن، شیاطین، جانوروں، حشرات اور پرندوں سب کو زندہ فرمائے گا نیز جو نا تمام بچے ہوں گے جن کے اعضاء کامل نہ ہوئے تھے ان کے بارے میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر ان میں روح پھونکی گئی تو ان کا حشر ہو گا ورنہ نہیں ہو گا یہ ہی مختار مذہب ہے کیونکہ حشر مرکب ہے روح اور جسم سے تو جس کا جسم اور روح نہ ہو گی اس کا حشر بھی نہیں ہو گا اور بعض نے یہ بھی کہا کہ اگر بچے کی بعض خلقت واضح ہوئی تھی تو اس کا بھی حشر ہو گا۔

سوال نمبر 28: والقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ اس عبارت کی وضاحت فرمائیں نیز رضاء بالقضاء کا حکم بیان فرمائیں؟

جواب: قضاء جو فیصلہ کر دیا گیا اس پر راضی رہنا واجب ہے نیز قضاء ہر مخلوق کی معین کر دی گئی ہے جو کہ بدل نہیں سکتی اور اچھی اور بری تقدیر سے مراد نفع و نقصان، میٹھے اور کڑوے پر ایمان لانا جو اللہ کی طرف سے ہو۔

اعتراض: امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے ایمان مفصل کے ساتھ ایمان مجمل کو کیوں ذکر نہ فرمایا حالانکہ ایمان مجمل تو شہادت کے دو کلموں پر مشتمل ہے؟

جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایمان مجمل جو شہادت کے دو کلموں پر مشتمل ہے اس سے عدول کیا حدیث جبریل پر عمل کرتے ہوئے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کے متعلق سوال کیا تو جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر ہی فرمایا تھا جو متن میں بیان کیا گیا ہے۔

اعتراض: شرح فقہ اکبر کے دوسرے نسخے میں والیوم الاخر کے بعد والبعث بعد الموت بھی آیا ہے اس سے تو ایک ہی چیز کا تکرار لازم آتا ہے؟

جواب: یہاں تکرار لازم نہیں آتا کہ یوم الآخر سے احوال قیامت مراد ہیں اور بعث بعد الموت سے موت کے بعد قبر میں زندہ کیا جانا مراد ہے۔

سوال نمبر 29: مواقفِ قیامت کون کونسے ہیں نیز سب کے بارے میں ہمارا کیا عقیدہ ہے؟

جواب: حساب، میزان، جنت و دوزخ اور صراط و حوض اور کوثر سب مواقفِ قیامت ہیں اور یہ سب حق ہیں۔

وحدانیۃ اللہ تعالیٰ

سوال نمبر 30: واللہ تعالیٰ واحد اللہ تعالیٰ کس طرح واحد ہے فقہ اکبر کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ واحد ہے اس طریق سے کہ اس کا کوئی شریک نہیں ہے نہ ذات میں نہ صفات میں اور نہ ہی اس کی ہمیشہ کی

صفت میں اور نہ کوئی اس کی نظیر ہے نہ کوئی اس کے مشابہ ،اور وہ بطریق عدد سے واحد نہیں ہے کہ اس سے رب کے بعد کسی اور کے معبود ہونے کا وہم پیدا ہوتا ہے۔

سوال نمبر31:اللہ کے واحد ہونے پر امام صاحب نے کونسی دلیل بیان فرمائی ہے نیز اس کی شرح کی روشنی میں چند الفاظ کے ساتھ وضاحت فرمائیں؟

جواب: امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اللہ کے ایک ہونے اور اس کا کوئی شریک نہ ہونے پر سورہ اخلاص سے استفادہ کیا ہے فرمایا رب تعالیٰ نے:قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ یعنی وہ اکیلا ہے اپنی ذات میں اور متفرد ہے اپنی صفات میں ،اور فرمایا:اَللّٰهُ الصَّمَدُ یعنی وہ وہ ہر شی سے بے پرواہ ہے اور ہر شے اسی کی محتاج ہے ،اور فرمایا:لَمْ یَلِدْ ۙ وَلَمْ یُوْلَدْ یعنی نہ وہ محل حوادث ہے اور نہ وہ خود حادث ہے ،اور فرمایا:وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ یعنی کوئی بھی اس کے مساوی و مجانس اور مشابہ نہیں۔

سوال نمبر32:سورۃ اخلاص میں کن کن کا رد کیا گیا ہے؟

جواب: اس میں تین مذاہب کا رد کیا گیا ہے:

(1) کفار مکہ کا رد کیا گیا کہ یہ کہتے تھے فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں،

(2) یہودیوں کا رد کیا گیا کہ یہ کہتے تھے حضرت عزیر علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں،

(3) نصاریٰ کا رد کیا گیا کہ یہ کہتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے اور ان کی ماں اللہ کی صاحبہ ہیں۔

سوال نمبر33:مؤمنین جنوں نے یہ:وَّ اَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّ لَا وَلَدًا:اور یہ کہ ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے نہ اس نے عورت اختیار کی اور نہ بچہ کس بنا پر کہا تھا؟

جواب: جنوں یہ کلام بطور مجاز کے کیا تھا کیونکہ بر سبیل حقیقت تو اللہ تعالیٰ کے لئے یہ محال ہے کہ اس کی کوئی اولاد یا صاحبہ ہو

سوال نمبر34:عالَم کو بنانے والی صرف ایک ہی ذات ہے اس پر کیا دلیل؟

جواب: کیونکہ واجب الوجود کا مفہوم فقط ایک ہی ذات پر صادق آتا ہے جو ذات کئی صفات سے متصف ہے نیز رب تعالیٰ فرماتا ہے:لَوْ كَانَ فِیْهِمَاۤ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا:اگر آسمان و زمین میں اللّٰہ کے سوا اور خدا ہوتے تو ضرور وہ تباہ ہو جاتے۔

سوال نمبر35:برھانِ تمانع کا مفہوم بیان فرمائیں؟

جواب: برہان تمانع یہ ہے کہ اگر دو خداؤں کا ہونا ممکن ہو تو ان کے مابین تمانع پایا جائے گا یعنی ان میں سے ایک زید کے ساکن رہنے کا ارادہ کرے گا اور دوسرا زید کے حرکت کرنے کا، کیونکہ زید کا حرکت کرنا یا ساکن رہنا فی نفسہ دونوں ممکن ہے اسی طرح دونوں خداؤں کا حرکت وسکون کا ارادہ کرنا بھی ممکن ہے پس اس وقت حرکت وسکون دونوں واقع ہوں گے یا نہیں اگر ہوں گے تو دو ضدیں جمع ہو جائے گی جو کہ ناممکن ہے اور اگر حرکت وسکون واقع نہ ہو کسی کا بھی حکم جاری نہ ہو گا تو دونوں کا عاجز ہونا لازم آئے گا اور عاجز ہو جانا حدوث کی علامت ہے کیونکہ اس میں محتاجگی کا شبہ پایا جاتا ہے لہذا ایک سے زیادہ خداؤں کا ہونا اس تمانع کو لازم ہے جو محال کو مستلزم ہے لہذا دو خداؤں کا ہونا محال ہے اور یہ بھی محال ہے کہ دو خدا بغیر تمانع کے کسی چیز پر متفق ہو جائیں۔

سوال نمبر 36: لَوۡكَانَ فِيۡهِمَاۤ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا یہ آیت کریمہ کونسی حجت ہے؟

جواب: اس بارے میں علماء کرام کے مختلف اقوال ہیں:

علامہ تفتازانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ حجت اقناعیہ ہے اور ایک سے زیادہ حاکمین کے مابین تمانع اور تغالب پایا جا سکتا ہے جیسے کہ رب فرماتا ہے: وَلَعَلَا بَعۡضُهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ: اور ضرور ایک دوسرے پر اپنی تَعَلّی چاہتا، یعنی ہو سکتا ہے دونوں کسی امر پر متفق ہو جائیں۔

اور محققین جیسے امام غزالی، ابن ہمام، اور امام بیضاوی رحمھم اللہ وغیرہ نے اس آیت کو حجت اقناعیہ نہیں مانا بلکہ اس کو حجت قطعیہ سے شمار کیا اور فرمایا کہ جو حجت اقناعیہ کا قائل ہو وہ کافر ہے۔

نوٹ: حجت اقناعیہ کہتے ہیں کہ دلیل کے شروع میں جس کو حجت گمان کیا جائے وہ معرفت وملازمت کے ثابت ہونے سے زائل ہو جائے۔

سوال نمبر 37: لا یشبہ شیئا من الاشیاء من خلقہ اس عبارت کی مختصر وضاحت فرمائیں نیز اللہ تعالیٰ کی اپنی مخلوق سے مشابہت نہ ہونے کی وجہ بیان فرمائیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی شے کے مشابہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے اعتبار سے واجب الوجود ہے اور رب تعالیٰ کے علاوہ تمام چیزیں اپنی ذات کے اعتبار سے ممکن الوجود ہیں پس جو واجب الوجود ذات ہے وہ بے پرواہ ہے کسی چیز کی محتاج نہیں جبکہ جو بھی ممکن الوجود ہے وہ اپنے ایجاد ہونے اور آگے چلنے میں واجب الوجود کی محتاج ہے جیسا کہ اللہ فرماتا ہے: وَاللّٰهُ الۡغَنِىُّ وَاَنۡتُمُ الۡفُقَرَآءُ: اور اللہ بے نیاز ہے اور تم سب محتاج۔ لہذا ایک طرف واجب الوجود اور دوسری طرف ممکن الوجود

کیسے ان کا آپس میں تقابل کیا جاسکتا ہے کیسے یہ ممکن الوجود چیزیں رب تعالیٰ کے مشابہ ہو سکتی ہیں، اسی طرح مخلوق میں سے کوئی شے اس کے مشابہ نہیں۔

نوٹ: واجب الوجود کہتے ہیں جس کا پایا جانا ضروری ہو اور ممکن الوجود کہتے ہیں جس کا پایا جانا یا نہ پایا جانا برابر ہو یعنی ضروری نہ ہو۔

سوال نمبر 38: رب تعالیٰ کا وجود اور صفات آیا اس کی ذات کا عین ہیں یا غیر نیز صفاتِ مخلوق کی وضاحت فرمائیں؟

جواب: رب کا وجود اس کی ذات کا عین ہے جبکہ رب کی صفات کے بارے میں چار مذاہب ہیں:

(1) ہمارے نزدیک رب کی صفات نہ عین ہیں اور نہ ہی غیر یوں کہئے کہ نہ خدا ہیں اور نہ خدا سے جدا۔

(2) فلاسفہ کہتے ہیں کہ: رب کی صفات اس کی ذات کا عین ہیں۔

(3) اور معتزلہ کہتے ہیں کہ: رب کی صفات اس کی ذات کا غیر ہیں۔

(4) جبکہ کرامیہ کہتے ہیں کہ: رب کی صفات حادث ہیں، اور سب کے نزدیک بالاتفاق مخلوق کی صفات مخلوق کا غیر ہیں۔

سوال نمبر 39: لَیۡسَ کَمِثۡلِہٖ شَیۡءٌ اس آیت کریمہ کی شرح فقہ اکبر کی روشنی میں وضاحت فرمائیں نیز اس میں کاف زائدہ ہے یا مثل؟

جواب: یعنی اس کی ذات وصفات میں اس جیسا کوئی نہیں کیونکہ مثل کے مثل کی نفی کرنا مثل کی نفی کو مستلزم ہے بطریق برھان کے کہ جب ایک شے کی ایک مثل بن جائے تو مزید بھی بن سکتی ہیں جیسے ایک موبائل بن جائے تو آگے بھی مزید اس جیسے موبائل کا بنانا ممکن ہے لہذا یہ معنی کہ اس کے مثل کی مثل کوئی شے نہیں ہے درست نہیں، ہمارے نزدیک اس آیت میں نہ کاف زائدہ ہے اور نہ مثل کیونکہ مثلِ مطلق تمام وجوہ سے مساوی ہوتی ہے۔

سوال نمبر 40: جو اللہ تعالیٰ کو مخلوق کے ساتھ مشابہت دے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: وہ کافر ہے جیسا کہ شرح قونوی میں نعیم بن حماد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس نے اللہ کو مخلوق میں سے کسی چیز کے ساتھ تشبیہ دی تحقیق اس نے کفر کیا اور جس نے اللہ کے ان اوصاف کا انکار کیا جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے بیان فرمایا، تو اس نے بھی کفر کیا اسی طرح اسحاق بن راہویہ نے فرمایا۔

سوال نمبر 41: لم یزل ولایزال باسمائہ وصفاتہ الذاتیہ والفعلیۃ اس عبارت کا ترجمہ فرمائیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ اپنے اسماء وصفات کے ساتھ ہمیشہ موصوف رہا ہے اور ہمیشہ موصوف رہے گا۔

سوال نمبر 42: اللہ کی کونسی صفات قدیم ہیں اور کونسی صفات حادث نیز کیا اللہ تعالیٰ کی کوئی نئی صفت واقع ہو سکتی ہے؟

جواب: اللہ کی صفات دو طرح کی ہیں: (1) صفات ذاتیہ: جیسے علم و قدرت (2) صفات فعلیہ: جیسے پیدا کرنا اور رزق دینا وغیرہ

اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتیہ بالاتفاق قدیم ہیں جبکہ صفات فعلیہ کے بارے میں دو مذہب ہیں:

(1) مذہب ماتریدی: اللہ کی صفاتِ فعلیہ قدیم ہیں کیونکہ کسی صلاحیت کو اُجاگر نہ کرنے سے اس صلاحیت کی نفی نہیں ہو جاتی لہذا یہ اعتراض نہیں کیا جائے گا کہ جس وقت مخلوق نہیں تھی رب تعالیٰ اس وقت رازق، خالق نہ تھا۔

(2) مذہب اشاعرہ: اللہ کی صفاتِ فعلیہ حادث ہیں۔

اللہ کی ذات تمام جہتوں سے واجب الوجود یعنی اب کوئی ایسی صفت نہیں کہ جس کا انتظار کیا جا رہا ہو یا کوئی ایسی حالت نہیں جو مؤخر ہو کیونکہ رب تعالیٰ کی ذات عوارض سے پاک ہے۔

الصفات الذاتية والفعلية

سوال نمبر 43: صفات ذاتیہ کی تعریف کرتے ہوئے بتائیں کہ صفات ذاتیہ کون کونسی ہیں؟

جواب: صفات ذاتیہ کی تعریف: وہ صفات جن کی ضد سے اللہ موصوف نہ ہو سکے۔ اللہ کی صفات ذاتیہ سات ہیں: حیات، قدرت، علم، کلام، سمع، بصر اور ارادہ۔

سوال نمبر 44: اما الذاتیہ فالحیاۃ والقدرۃ اس عبارت کی شرح فقہ اکبر کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

جواب: یہاں اللہ کی صفاتِ ذاتیہ میں سے پہلی دو صفتیں حیات و قدرت کو بیان فرمایا بہر حال **صفت حیات**: وہ صفت ازلیہ جو اس کے موصوف کے لئے علم کے صحیح ہونے کا تقاضا کرتی ہے۔

صفت قدرت: وہ صفت ازلیہ جو مقدورات (جو تحت قدرت ہوں) میں مؤثر ہو قدرت کے صفات کے ساتھ متعلق ہونے کے وقت۔ یعنی کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے اپنی صفتِ حیات کے ساتھ وہ صفت جو ازلی ابدی ہے اور قادر ہے اپنی قدرت کے ساتھ وہ قدرت جو رب کی صفت ازلی سرمدی (ہمیشہ رہنے والی) ہے اور اللہ تعالیٰ کسی چیز پر جب قادر ہوتا ہے تو اس پر قدرتِ قدیمہ کے ساتھ قادر ہوتا ہے نہ کہ قدرتِ حادثہ کے ساتھ جو ممکن اشیاء میں پائی جاتی ہے اور اللہ کی ذات حی قیوم ہے یعنی جو بذات خود قائم

ہے اور موجودات کو قائم رکھنے والا ہے اور رب تعالیٰ مردوں کو عدم سے ابتدأ حیات بخشتا ہے اور ان کی موت کے بعد انہیں دوبارہ زندہ فرمائے گا اور رب کے قادر ہونے کا معنی ہے کہ چاہے تو عالم کو ایجاد کرے یا نہ کرے۔

سوال نمبر 45: اللہ تعالیٰ کی صفت علم کی وضاحت فرمائیں؟

جواب: وہ صفت ازلیہ جس کے اشیاء کے ساتھ متعلق ہونے کے وقت معلومات ظاہر ہوتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ تمام موجودات کو جاننے والا ہے علویات و سفلیات میں کوئی ذرہ بھی اس سے پوشیدہ نہیں اور رب تعالیٰ جہر و سر اور جو مغیبات میں سے مخفی ہے اس کو بھی جانتا ہے بلکہ تمام اشیاء کا احاطہ کئے ہوئے ہے چاہے وہ جزئیات ہوں یا کلیات، موجودات و معدومات ہوں یا ممکنات و محال اور رب ہر شے کو چاہے ذاتیں ہو یا صفات ہوں اپنے علم قدیم کے ساتھ جانتا ہے۔

سوال نمبر 46: امام عبد العزیز مکی رحمہ اللہ کا کس سے مناظرہ ہوا؟

جواب: امام عبد العزیز مکی رحمہ اللہ جو امام شافعی کے شاگرد ہیں ان کا بشر مریسی سے مناظرہ ہوا، مناظرہ کچھ یوں ہے کہ آپ رحمہ اللہ نے مامون کی موجودگی میں بشر مریسی سے اللہ تعالیٰ کے علم کے بارے میں سوال کیا تو بشر نے کہا: میں کہتا ہوں کہ اللہ جاہل نہیں ہے آپ رحمہ اللہ اس سے یہ ہی سوال بار بار فرماتے رہے تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: جہالت کی نفی کرنا صفت مدح نہیں ہے جیسے میں کہو کہ یہ ستون جاہل نہیں ہے اس میں اس کی کیا مدح ہوئی، تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام اور ملائکہ و مؤمنین کو علم والا کہہ کر ان کی مدح بیان فرمائی نہ کہ ان سے جہالت کی نفی فرما کر مدح فرمائی لہذا جس نے علم ثابت کیا اس نے جہالت کی نفی کی اور جس نے جہالت کی نفی کی اس نے علم ثابت نہ کیا لہذا مخلوق پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے انہی چیزوں کو ثابت کریں جن کو اللہ نے اپنے لئے ثابت فرمایا اور جن سے نفی فرمائی ان سے بعض رہیں۔

سوال نمبر 47: صفت کلام اللہ کی کونسی صفات میں سے ہے نیز شرح فقہ اکبر کی روشنی میں صفت کلام کے بارے میں وضاحت فرمائیں؟

جواب: صفت کلام صفات ذاتیہ سے ہے بیشک اللہ تعالیٰ متکلم ہے اپنے اس کلام کے ساتھ جو اس کی صفت ازلی ہے جس کو نظم کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے اور اس نظم کو قرآن کہتے ہیں جو حروف وغیرہ سے مرکب ہے۔

سوال نمبر 48: کلام کے ثبوت پر دلیل بیان فرمائیں؟

جواب: کلام کے ثبوت پر آئمہ کرام کا اجماع ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام سے تواتراً نقل کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو احکام کو بیان کرنے کی وحی فرمائی۔

سوال نمبر 49: وحی کی اقسام بیان فرمائیں؟

جواب: وحی کی چھ قسمیں ہیں جن میں کچھ یہ ہیں:

(1) خواب میں وحی فرمانا جیسے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب وحی ہوا کرتے ہیں۔

(2) یا الہام فرمانا جیسے اولیاء کرام رحمہم اللہ کو کیا جاتا ہے۔

(3) حجاب کے پیچھے سے کلام فرمانا کہ کلام کرنے والے کو دیکھا تو نہ جائے ہاں اس کا کلام سنائی دے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوا۔

(4) یا فرشتے کے ذریعے وحی فرمانا جیسے جبریل امین علیہ السلام وحی لے کر انبیاء کرام علیہم السلام کے خدمت میں حاضر ہوتے۔

(5) یا اللہ تعالیٰ کا رسول سے کلام فرمانا۔

سوال نمبر 50: اشیاء کے وجود کا کن سے تعلق ہے یا اللہ کے ایجاد کرنے سے تفصیلاً مع اختلاف بیان فرمائیں؟.

جواب: اس بارے میں تین مذاھب ہیں:

(1) **اہل سنت ماتریدیہ:** کے نزدیک اشیاء کے وجود کا تعلق لفظ کن سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ان اشیاء کو ایجاد کرنے سے ہے۔

(2) **اہل سنت اشاعرہ:** کے نزدیک اشیاء کا وجود اللہ تعالیٰ کے کلمہ کن سے متعلق ہے۔

(3) **امام فخر الاسلام بزدوی رحمہ اللہ:** اشیاء کے وجود کا تعلق ایجاد اور کلمہ "کن" دونوں کے ساتھ ہے۔

سوال نمبر 51: اگر وجود کا حصول اللہ کے ایجاد کرنے سے ہے تو کلمہ **"کن"** کے ذریعے حکم دینے کا کیا فائدہ؟

جواب: کن کے خطاب سے عظمت و قدرت کا اظہار مقصود ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قبروں سے لوگوں کو صور پھونکنے کے ذریعے سے اٹھائے گا جبکہ اس کے بغیر بھی قادر ہے تو جواب یہاں بھی یہ ہی کہ اظہارِ عظمت کے لئے صور پھونکا جائے گا۔

سوال نمبر 52: والسمع والبصر اللہ تعالیٰ کی صفت سمع و بصر کی شرح فقہ اکبر کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

جواب: صفت سمع و بصر صفات ذاتیہ میں سے ہیں بیشک اللہ تعالیٰ آوازوں و حروفوں اور کلمات کو اپنی قدیم و ازلی صفتِ سمع کے ساتھ سنتا ہے اور اللہ تعالیٰ شکلوں اور رنگوں کو اپنی قدیم و ازلی صفتِ بصر کے ساتھ دیکھتا ہے، اور مسموع (جس کو سنا جاتا ہے) یا مبصر (جس کو دیکھا جاتا ہے) کے حادث ہونے سے سمع یا بصر کا حادث ہونا لازم نہیں آتا، اور اللہ تعالیٰ کی سماعت سے کوئی

مسموع یہاں تک کہ انتہائی پوشیدہ آواز بھی مخفی نہیں اور اسی طرح کوئی بھی شے چاہے دقیق ہی کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ سے چھپی ہوئی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ تو کالی رات میں کالے پہاڑ پر رینگنے والی کالی چونٹی کو بھی دیکھ لیتا ہے۔

سوال نمبر 53: کیا صفت سمع وبصر سے اللہ تعالیٰ کے انکشاف ومعلومات میں زیادتی ممکن ہے آسان الفاظ میں وضاحت فرمائیں؟

جواب: صفت سمع وبصر ہو یا کوئی بھی صفت ہو ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے انکشاف یا علم میں اضافہ نہیں ہوتا کیونکہ اس کی تمام صفات ایسے ہی کامل واکمل ہیں جیسے اس کی ذات کامل واکمل ہے، ہاں ان کے ذریعے ہمارے علم میں ہمارے انکشاف میں اضافہ ہو سکتا ہے کیونکہ ہم تو ناقص ہیں۔

سوال نمبر 54: اللہ تعالیٰ کی صفت ارادہ کی تعریف بیان فرمائیں نیز اس میں کن کن کا رد کیا گیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی یہ صفت ذاتی صفات میں سے ہے: صفتِ ارادہ "مشیت" کی طرح ہی ہے،

ارادہ: ایسی صفت جو کام کرنے یا نہ کرنے کو کسی وقت میں واقع ہونے کے ساتھ خاص کر دے ساتھ ساتھ قدرت کی نسبت جمیع ممکنات کی طرف برابر رہے۔

نیز یہاں ان کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ مشیت قدیم ہے اور ارادہ حادث ہے جو اللہ کی ذات سے قائم ہے۔

اور اس کا رد ہے جس نے گمان کیا کہ اللہ کے ارادے سے مراد اس کا اپنے اختیار سے کوئی کام کرنا نہ کہ بھول کر یا مجبور ہو کر یا مغلوب ہو کر۔

سوال نمبر 55: صفتِ ارادہ پر قرآن سے دلیل بیان فرمائیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ اور دوسری جگہ فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ۔

سوال نمبر 56: صفت ارادہ میں اللہ تعالیٰ اور بندوں کے اعتبار سے کیا فرق ہے واضح فرمائیں؟

جواب: ہمارے نزدیک ارادہ اللہ کے حق میں ایک ہی ہے جبکہ بندوں کے اعتبار سے دونوں مختلف ہیں جیسے اگر کوئی مرد اپنی بیوی سے کہے کہ میں نے تمہیں طلاق دینے کا ارادہ کیا تو اس صورت میں طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر اس عورت سے کہے کہ میں نے تمہاری طلاق چاہی تو اس صورت میں طلاق واقع ہو جائے گی کیونکہ ارادہ مشتق ہے رود سے جس کا معنی ہے طلب کرنا جبکہ مشیت کا معنی ہے کسی چیز کو وجود میں لانا تو جب اس نے کہا کہ میں نے تمہاری طلاق چاہی تو گویا اس کی طلاق کو وجود میں لے آیا۔

سوال نمبر 57: حکمت کا معنی بیان فرمائیں نیز اس کے صفت ازلی ہونے میں اختلاف بیان فرمائیں؟

جواب: حکمت کا معنی: علم یا عمل کو پختہ کرنا ہے، **ہم ماتریدیہ کے نزدیک:** حکمت صفت ازلیہ ہے

اشاعرہ کے نزدیک: اگر تو اس سے مراد علم لیا جائے تو صفت ازلی ہے اور اگر اس سے مراد فعل لیا جائے تو یہ حادث ہے کیونکہ ان کے نزدیک صفت تکوین حادث ہے۔

سوال نمبر 58: تمام موجودات وافعال آیا اللہ کی مراد ہیں یا نہیں شرح فقہ اکبر کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

جواب: اس بارے میں ہمارے اصحاب کا اختلاف رہا ہے:

بعض نے کہا کہ: تمام موجودات وافعال اللہ کی مراد ہیں اور ہم تفصیلاً نہیں کہتے کہ قبیح اور گناہ وشر ورسب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں ہاں اجمالی طور پر کہتے ہیں کہ تمام موجودات کا خالق اللہ تعالیٰ ہے جبکہ تفصیلاً نہیں کہتے کہ گلی سڑی چیزیں اور گندی چیزوں کا وہ خالق ہے۔

اور بعض نے کہا کہ ہم تفصیلاً تو کہتے ہیں لیکن ایسے قرینے کے ساتھ جو اس کی شان کے لائق ہو پس ہم کہتے ہیں کہ کافر سے اللہ تعالیٰ نے کفر کا ارادہ اس کے لئے قبیح شر (جس سے منع کیا گیا ہے) کا کسب کرتے ہوئے فرمایا اور مؤمن سے ایمان کا اس کے لئے خیر ونیکی (جس کا حکم دیا گیا ہے) کا کسب کرتے ہوئے ارادہ فرمایا، یہ ہی امام ماتریدی کے ہاں مختار ہے۔

سوال نمبر 59: ارادے کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: ارادے کی دو قسمیں ہیں:

(1) ارادہ قدریہ کونیہ: وہ جو تمام حوادث کو شامل ہو جیسا کہ اللہ فرماتا ہے: فَمَنۡ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنۡ يَّهۡدِيَهٗ يَشۡرَحۡ صَدۡرَهٗ لِلۡاِسۡلَامِ‌ ۚ وَمَنۡ يُّرِدۡ اَنۡ يُّضِلَّهٗ يَجۡعَلۡ صَدۡرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِى السَّمَآءِ: اور جسے اللہ راہ دکھانا چاہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہ کرنا چاہے اس کا سینہ تنگ خوب رکا ہوا کر دیتا ہے گویا کسی کی زبردستی سے آسمان پر چڑھ رہا ہے۔

(2) ارادہ دینیہ امریہ شرعیہ: وہ جو محبت ورضا کو شامل ہو جیسا کہ اللہ فرماتا ہے: يُرِيۡدُ اللّٰهُ بِكُمُ الۡيُسۡرَ وَلَا يُرِيۡدُ بِكُمُ الۡعُسۡرَ: اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا۔

سوال نمبر 60: کیا سات صفات ذاتیہ کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں؟

جواب: جی ہاں! اس کے علاوہ بھی ہیں جیسے احدیت فی الذات اور وحدانیت فی الصفات اور اللہ تعالیٰ کا ممکنات سے بے نیاز ہونا اور عظمت و کبریائی جو اسماء وصفات پر وارد ہوئی۔

سوال نمبر 61: عظم و کبیر کی نقیض بیان فرمائیں؟

جواب: صاحب بیضاوی فرماتے ہیں کہ: عظم حقیر کی نقیض ہے اور کبیر صغیر کی نقیض ہے جبکہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علی (بلند رتبہ ہونا) دنی (گھٹیا) کی نقیض ہے۔

سوال نمبر 62: صفت بقاء کونسی صفات میں سے ہے وضاحت فرمائیں؟

جواب: اس بارے میں اختلاف ہے کہ صفت بقاء صفات ثبوتیہ میں سے ہے یا صفات سلبیہ میں سے ہے:

بعض نے اس کو صفات ثبوتیہ میں سے شمار کیا جیسے کہ اس پر شعر بھی ہے کہ:

حیات وعلم قدرت و ارادۃ کلام و ابصار و سمع مع البقا

اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اظہر یہ ہی ہے کہ یہ صفات سلبیہ میں سے ہے اور مراد اس سے عدم سابق اور فناء لاحق کی نفی کرنا ہے۔

اعتراض: موجود اور قدیم وواجب کا اللہ پر اطلاق کیسے درست ہے جبکہ شرع میں تو یہ وارد ہی نہیں ہوئے؟

جواب: ان الفاظ کو اللہ کے لئے استعمال کرنا اجماع سے ثابت ہے اور اجماع دلائل شرعیہ میں سے ہے لہذا ان کا اطلاق درست ہوا۔

سوال نمبر 63: صفات فعلیہ کی تعریف بیان فرمائیں؟

جواب: وہ صفات جن کا ظہور مخلوق کے وجود پر موقوف ہو یعنی مخلوق ہوگی تو ان کا ظہور ہوگا جیسے رزق دینا۔

سوال نمبر 64: معتزلہ اور اشاعرہ اور ماتریدیہ نے صفات فعلیہ اور ذاتیہ کی کس طرح تعریف بیان فرمائی؟

جواب: صفات فعلیہ اور ذاتیہ کی تعریف میں اختلاف ہے اور اس میں تین مذاہب ہیں:

(1)معتزلہ کے ہاں: وہ صفات جن میں نفی واثبات جاری ہو وہ صفات فعلیہ ہیں جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں کے لئے بچہ پیدا فرمایا اور فلاں کے پیدا نہ فرمایا، اور جن صفات میں نفی جاری نہ ہوں وہ صفات فعلیہ ہیں جیسے علم وقدرت لہذا یہ نہیں کہا جائے گا کہ معاذاللہ اللہ تعالیٰ نہیں جانتا یا وہ قادر نہیں۔

(2)اہل سنت اشاعرہ کے نزدیک: وہ صفات جن کی نفی سے نقیض لازم آئے وہ صفات ذاتیہ ہیں جیسے علم کی نفی سے جہالت لازم آئے گی اور حیات کی نفی سے موت لازم آئے گی، اور وہ صفات جن کی نفی سے نقیض لازم نہ آئے وہ صفات فعلیہ ہیں جیسے صفت احیاء و اماتت اور صفت خالق ورزاق کی نفی سے ان کی نقیض لازم نہیں آتی۔

(3)ہم اہلسنت ماتریدیہ کے نزدیک: ہر وہ صفت جس کی ضد سے اللہ کو موصوف کرنا جائز نہیں وہ صفات ذاتیہ ہیں جیسے قدرت و علم، اور ہر وہ صفت جس کی ضد سے موصوف کرنا جائز ہو وہ صفات فعلیہ ہے جیسے رحمت وناراضگی وغیرہ۔

سوال نمبر 65: ارادہ وکلام کونسی صفات میں سے ہیں مع اختلاف بیان فرمائیں؟

جواب: اس بارے میں دو گروہ ہیں:

(1)معتزلہ کے ہاں:صفت ارادہ اور کلام میں نفی واثبات دونوں جاری ہوتے ہیں لہذا یہ صفات فعلیہ اور حادث ہیں جیسے کہ اللہ فرماتا ہے: يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ

(2)اور اشاعرہ کے ہاں: ارادہ کی نفی سے جبر اور اضطرار لازم آتا ہے اور کلام کی نفی سے گونگا ہونا اور سکوت لازم آتا ہے لہذا یہ دونوں صفات ذاتیہ میں سے ہیں کیونکہ ان کی نقیض لازم آرہی ہے۔

اعتراض: اگر صفت تکوین قدیم مانے تو جس کے ساتھ اس کا تعلق ہے (یعنی مکوّن) تو ضرور مکون بھی قدیم ہے؟

جواب: اگر صفت تکوین کو مکون (یعنی جو کن کی وجہ سے وجود میں آیا) کی وجہ سے حادث مانا جائے تو یہ تکوین ایک اور تکون (محدث) کی طرف محتاج ہوگی اور یہ آگے کسی کی محتاج ہوگی یوں تسلسل قائم ہو جائے گا جبکہ اللہ کی ذات وصفات تسلسل سے پاک ہے ہاں اگر کسی بھی حادث چیز کا سلسلہ تکوین قدیم تک آکر ختم ہو جائے تو بلکل درست ہے کہ اس سے تسلسل لازم نہیں آتا فافہم۔

سوال نمبر 66: اللہ تعالیٰ کی صفات فعلیہ کی شرح فقہ اکبر کی روشنی میں مختصر سی وضاحت فرمائیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی صفات فعلیہ میں سے ترزیق یعنی اشیاء کو رزق دینا اور تخلیق یعنی اشیاء کو پیدا کرنا نیز انشاء و ابداع یعنی نئی اشیاء بنانا، اور صنع یعنی مصنوعات کو ظاہر کرنا اور اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی صفات فعلیہ جیسے زندہ کرنا اور موت دینا، اُگانا، بڑھانا اور اشیاء کی شکل و صورت بنانا وغیرہ سب کی سب صفت تکوین کے تحت داخل ہیں۔

سوال نمبر 67: صفات ازلیہ کتنی ہیں مع اختلاف بیان فرمائیں؟

جواب: **صفات ازلیہ** ہمارے نزدیک آٹھ ہیں **جبکہ اشاعرہ کے ہاں** صفات فعلیہ کئی ہیں اور ماوراء النہر کے علماء کے نزدیک صفات فعلیہ میں سے ہر صفت ازلی ہے۔

سوال نمبر 68: تخلیق و انشاء و فعل اور صنع کا معنی بیان فرمائیں؟

جواب: ان سب کا معنی ایک ہی ہے کہ کسی ایسی شے کو پیدا کرنا جو پہلے نہ تھی اب چاہے وہ شے سابقہ کسی طرز پر بنائی گئی ہو یا نہ بنائی گئی ہو، بہر حال صحیح یہ ہے کہ ان کے معانی ملتے جلتے ہیں کہ ابداع کہتے ہیں کسی چیز کو بغیر کسی سابقہ طرز پر نئے انداز سے پیدا کرنا جبکہ تخلیق اس سے عام ہے کہ کسی سابقہ انداز پر ہو یا نہ ہو۔

سوال نمبر 69: صفت تکوین کے ازلی ہونے پر دلیل بیان فرمائیں؟

جواب: صفت تکوین اللہ تعالیٰ کی ازلی صفت ہے عقل و نقل اس پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عالم کو پیدا فرمایا لہذا اللہ عالم کے لئے مکوِّن ہوا اور قاعدہ ہے کہ اللہ کے لیے وہی نام بولا جائے جو قرآن و حدیث میں آیا ہے جبکہ لفظ مکوِّن کو علماء نے اللہ کے لیے استعمال فرمایا ہے اور یہ بھی قاعدہ ہے کہ اسم فاعل تو ہو لیکن اس کا مشتق نہ ہو (یعنی جس سے بنایا گیا ہو) ایسا ممکن نہیں لہذا ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ مکوِّن ہے اور جب مکون ہے تو اس کی صفت تکوین ثابت اور قدیم و ازلی ہے۔

سوال نمبر 70: لم یزل ولا یزال باسمائہ و صفاتہ لم یحدث لہ اسم ولا صفۃ اس عبارت کی وضاحت فرمائیں؟

جواب: فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ اپنی صفات و اسماء کے ساتھ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ موصوف رہے گا اور اللہ کے لئے کوئی نیا نام یا نئی صفت پیدا نہیں ہوئی اور نہ ہو گی کہ اس کے اسماء و صفات ازلی ابدی ہیں جن کی نہ کوئی ابتداء ہے اور نہ انتہاء، اب اس کا کوئی نیا نام یا نئی صفت پیدا نہ ہو گی کہ وہ اپنی ذات و صفات میں کامل ہے۔

اعتراض: کثیر مقامات پر اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کئی کاموں کو ماضی سے تعبیر فرمایا جیسے: اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖٓ حالانکہ وہ کام تو ابھی واقع ہی نہ ہوئے تھے لہذا اس سے تو اللہ کے کلام کا جھوٹا ہونا لازم آرہا ہے؟

جواب: یادرہے کہ اللہ تعالیٰ کا ازل سے خبریں دینازمانہ ماضی وحال واستقبال سے متصف نہیں کہ اس وقت کوئی زمانہ نہ تھا یہ تو متصف ہونا تعلقات کے اعتبار سے ہے پس اللہ کا فرمانا کہ:اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖٓ مطلقاً ہے اور ازل سے باقی وموجود ہے ہاں ہمارے اعتبار سے جب تک مبعوث نہ فرمایا تھا تو یوں ہوگا انا نرسل اور جب مبعوث فرمادیا تو انا ارسلنا ہوگیا۔

صفات اللہ ازلیة

سوال نمبر 71:لم یزل عالما بعلمه والعلم صفة فی الازل وقادرا بقدرته والقدرة صفة فی الازل ومتکلما بکلامه والکلام صفة فی الازل اس عبارت کی شرح فقہ اکبر کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

جواب: فرمایا کہ:اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے اپنے علم کے ساتھ عالم ہے وہ علم جو رب تعالیٰ کی صفت ازلی ہے، نیز فرمایا کہ اپنے علم کے ساتھ عالم رہانہ کہ سبقت رکھنے والے علم کے ساتھ کیونکہ سبقت رکھنے والے علم سے جہالت لازم آتی ہے اور علم اللہ تعالیٰ کی صفت ازلی ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کے علم میں نہ زیادتی ہو سکتی ہے اور نہ کمی، اور اللہ اپنی قدرت کے ساتھ ہمیشہ سے قادر ہے وہ قدرت جو اس کی صفت ازلی ابدی ہے اور ہمیشہ سے اپنے کلام ذاتی قدسی سے متکلم ہے وہ صفت کلام جو اس کی صفت ازلی ہے۔

سوال نمبر 72: کیا اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے خالق ہے؟

جواب: بے شک اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے خالق ہے جب مخلوق بھی نہ تھی اور پیدا کرنا اس کی صفت ازلی ہے۔

سوال نمبر 73:لم یزل فاعلا بفعله والفعل صفة فی الازل، والفاعل هو الله تعالیٰ والفعل صفة والمفعول مخلوق و فعل الله غیر مخلوق اس عبارت کی شرح کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

جواب: فرمایا کہ:اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے فاعل ہے اور فاعل اللہ کی ہی ذات ہے اس کے فعل اور کاری گری اور حکم وامر میں کوئی شریک نہیں اور فعل اس کی صفت ازلی ہے جبکہ مفعول جس کو بنایا وہ مخلوق ہے اور اللہ کا فعل قدیم ہے جیسے وہ خود قدیم ہے کیونکہ مفعول کے مخلوق ہونے سے فعل کا مخلوق ہونا لازم نہیں آتا اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ بھی ہے کہ اگر اللہ کا فعل مخلوق مانے تو کئی خالقوں کا ہونا لازم آتا ہے تو ثابت ہوا تمام اشیاء کو پیدا کرنے والا اللہ ہی ہے اور اسی کے لئے توحید صفاتی و ذاتی اور فعلی ہے

سوال نمبر 74: جو کوئی اللہ کی صفات کو مخلوق یا حادث بتائے یا ان میں توقف یا شک کرے اس کے بارے میں کیا حکم ہے

جواب: جو کوئی اللہ کی صفات کو حادث یا مخلوق کہہ یا ان میں توقف یا شک کرے وہ کافر ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا منکر ہے کیونکہ اللہ کی صفات نہ حادث ہیں اور نہ مخلوق بلکہ ازلی قدیم غیر مخلوق ہیں۔

القول فی القران

سوال نمبر 75: والقرآن کلام اللہ تعالیٰ، فی المصاحف مکتوب وفی القلوب محفوظ وعلی الالسن مقرؤ وعلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم منزل اس عبارت کی شرح فقہ اکبر کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

جواب: امام اعظم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام یعنی جو فرقان کے ساتھ موصوف ہوا اس فرقان کے ساتھ جو تمام چیزوں کی اصل اور انسانوں کی زینت مگر یہاں اس سے مراد کلام نفسی اور صفت انسی ہے اور مصاحف میں لکھا گیا ہے یعنی قرآن ہمارے ہاتھوں میں ہے بواسطہ حروف وکلمات کے نقش ہونے کے اور دلوں میں محفوظ ہے یعنی ہم مغیبات کا تصور کرتے وقت الفاظ متخیلات کے ذریعے اس کو مستحضر کرتے ہیں اور زبانوں پر حروف کے ذریعے پڑھا گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بتدریج نازل ہوا باواسطہ حروف ومفرادت ومرکبات کے۔

اعتراض: اگر یہ کہا جائے کہ کلام حقیقی معنی میں قدیم ہے اور نظم میں یعنی الفاظ میں مجاز ہے تو اس کی نفی کرنا صحیح ہوگا کہ کہا جائے: نظم اول جو معجز اور سورتوں اور آیات کی طرف مفصل ہے اللہ کا کلام نہیں ہے جبکہ یہ تو اجماع کے خلاف ہے؟

جواب: ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کلام اللہ ایسا اسم ہے جو کلام نفسی قدیم اور کلام لفظی (جو حادث اور سورتوں اور آیات سے مرکب ہے) میں مشترک ہے لہٰذا اس کی اصلاً نفی کرنا درست نہیں اسی وجہ سے یہ مسئلہ بیان کیا جاتا ہے کہ قرآن کو محدث کا چھونا حرام ہے۔

سوال نمبر 76: قرآن کے مخلوق ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں فقہ اکبر سے وضاحت فرمائیں؟

جواب: ہم جو قرآن پڑھتے ہیں وہ مخلوق ہے یعنی جو الفاظ اور حروف ادا کرتے ہیں وہ مخلوق ہے اور ہم جو لکھتے ہیں یہ بھی مخلوق ہے اور جو ہم قراءت کرتے ہیں یہ بھی مخلوق ہے جبکہ قرآن غیر مخلوق ہے اس مسئلہ کو بہار شریعت کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں!

اُس کا کلام آواز سے پاک ہے اور یہ قرآنِ عظیم جس کو ہم اپنی زبان سے تلاوت کرتے، مَصاحِف میں لکھتے ہیں، اُسی کا کلام قدیم بلاصوت ہے اور یہ ہمارا پڑھنا لکھنا اور یہ آواز حادث، یعنی ہمارا پڑھنا حادث ہے اور جو ہم نے پڑھا قدیم اور ہمارا لکھنا حادث اور جو لکھا قدیم، ہمارا سننا حادث ہے اور جو ہم نے سنا قدیم، ہمارا حفظ کرنا حادث ہے اور جو حفظ کیا وہ قدیم ہے۔

سوال نمبر 77: کیا کلام نفسی سنا جاسکتا ہے؟

جواب: امام اشعری رحمہ اللہ کے نزدیک: بطریق خرق عادت کے کلام نفسی سنا جاسکتا ہے،

جبکہ امام ابو اسحاق اسفرائینی اور امام ابو منصور ماتریدی رحمہا اللہ کے ہاں کلام نفسی نہیں سنا جا سکتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: حَتّٰى يَسۡمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ، تو موسیٰ علیہ السلام نے اس آواز کو سنا جو اللہ کے کلام پر دال تھی لیکن یہ سننا بغیر فرشتے اور بغیر کتابت کے خرق عادت کے طریقہ پر تھا۔

سوال نمبر 78: جو قرآن کو مخلوق کہے اس کا حکم شرح فقہ اکبر کی روشنی میں واضح فرمائیں؟

جواب: ائمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ جو قرآن کو مخلوق کہہ وہ کافر ہے اور یہاں کفر سے مراد کفران نعمت والا کفر ہے نہ کہ دین سے نکالنے والا کفر بہر حال اس بارے میں شرح عقائد میں حدیث پاک مذکور ہے کہ جو قرآن کو مخلوق کہہ کافر ہے یہ حدیث پاک باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔

سوال نمبر 79: قرآن پاک میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون و ابلیس نیز انبیاء کرام علیہم السلام کے جو واقعات آئے کیا وہ بھی کلام اللہ ہے؟

جواب: جی وہ بھی کلام اللہ ہے بیشک اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں خبر دیتے ہوئے ان سب کو بیان فرمایا ہے۔

سوال نمبر 80: امام اعظم رحمہ اللہ نے فقہ کے متن (وما ذکرہ اللہ تعالیٰ فی القران عن موسی) میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہی کیوں خاص کیا؟

جواب: چونکہ گفتگو کلام الٰہی کے بارے میں ہو رہی تھی اور موسی علیہ السلام صاحب کلیم ہیں اسی لئے خاص ان کا ذکر فرما دیا۔

سوال نمبر 81: فقہ اکبر کے متن (عن فرعون و ابلیس) میں فرعون کو ابلیس پر مقدم کیوں فرمایا؟

جواب: اس بات کی خبر دینے کے لئے کہ فرعون مقام تلبیس (یعنی کسی چیز پر پردہ ڈال کر اس کو دوسری چیز ظاہر کروانے) میں ابلیس سے بڑھ کر ہے کہ اس نے لوگوں کو خدا کی عبادت کے بجائے اپنی عبادت کا حکم دیا اور فرعون ابلیس سے زیادہ سخت ہے جیسے کہ عنقریب آگے آئے گا۔

سوال نمبر 82: فرعون کے ایمان کے کون قائل تھے؟

جواب: امام محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ فرعون کے ایمان کے قائل تھے یہاں تک کہ آپ رحمہ اللہ نے فرعون کے ایمان کے بارے میں ایک مستقل رسالہ تالیف فرمایا ہے۔

ضروری وضاحت: اگر تو فرعون کے ایمان کے بارے میں آپ سے کچھ منقول ہے تو یہ آپ کی خطاء ہے کیونکہ آپ معصوم نہ تھے ورنہ یہ آپ پر تہمت لگائی گئی ہے۔

سوال نمبر 83: کیا موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام اور مرسلین علیہم السلام اور ملائکہ مقربین کا رب تعالیٰ سے کلام کرنا بھی غیر مخلوق ہے؟

جواب: یاد رہے بس اللہ پاک کا پاک کلام قرآن مجید غیر مخلوق ہے جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر مخلوق جیسے انبیاء و مرسلین علیہم السلام اور ملائکہ مقربین کا اپنے رب سے کلام کرنا مخلوق ہے۔

سوال نمبر 84: والقرآن کلام اللہ تعالیٰ فھو قدیم لا کلامھم اس عبارت کی وضاحت فرمائیں؟

جواب: فرمایا کہ: اللہ پاک کا پاک کلام قرآن مجید قدیم ہے جبکہ مخلوق کا کلام ان کی ذاتوں کی طرح حادث ہے۔

سوال نمبر 85: کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کا ہی کلام سنا قرآن سے ثابت فرمائیں نیز اللہ کب سے متکلم ہے؟

جواب: اللہ پاک فرماتا ہے: وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا، تو ثابت ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بلاواسطہ اللہ پاک کا ہی کلام سنا ، اور اللہ پاک اس وقت بھی متکلم تھا جبکہ ابھی موسیٰ علیہ السلام سے کلام نہیں فرمایا تھا۔

سوال نمبر 86: کیا مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے بھی اللہ خالق تھا؟

جواب: جی ہاں اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے بھی ازل سے خالق تھا اور یہاں یہ کہنا درست نہیں کہ اللہ اس وقت بالقوہ خالق تھا کیونکہ اس سے حدوث لازم آتا ہے اور جس سے حدوث لازم آئے اللہ اس سے منزہ و مبرہ ہے۔

نوٹ: یہ ہی سوال متعدد بار کتاب کے متن میں آنے کی وجہ سے آیا ہے۔

سوال نمبر 87: ان دونوں آیتوں لیس کمثلہ شیء اور وھو السمیع العلیم میں کن کن کا رد ہے؟

جواب: پہلی آیت: لیس کمثلہ شیء میں اللہ کی ذات وصفات کو مخلوق سے تشبیہ دینے والوں کا رد ہے۔

جبکہ دوسری آیت: وھو السمیع العلیم میں اللہ کی ذات وصفات کو ناکارہ سمجھنے والوں کا رد ہے۔

سوال نمبر 88: جو اللہ کی ذات وصفات کو مخلوق کے ساتھ تشبیہ دے اس کا حکم بیان فرمائیں؟

جواب: نعیم بن حماد خزاعی امام بخاری کے شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس نے اللہ کی ذات وصفات کو مخلوق سے تشبیہ دی اس نے کفر کیا۔

سوال نمبر 89: فلما کلم موسی کلمہ بکلامہ الذی ھو لہ صفۃ فی الازل اس عبارت کا ترجمہ فرمائیں؟

جواب: پس جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا تو اسی صفت کلام کے ساتھ کلام فرمایا جو اس کی صفت ازلی ہے۔

سوال نمبر 90: اللہ کی صفات اور مخلوق کی صفات میں کیا فرق ہے فقہ اکبر کی روشنی میں بیان فرمائیں؟

جواب: اللہ کی تمام صفات ازلی وقدیم ہیں جبکہ مخلوق کی تمام صفات حادث ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تمام صفات مخلوق کی صفات سے کسی طرح مماثلت نہیں رکھتی ہاں اللہ تعالیٰ اور مخلوق کی صفات میں نام کا اشتراک ہے جیسے علم وقدرت وکلام اور سمع وغیرہ تو یہ فقط لفظی موافقت ہے جیسے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ جو ایک ہی نام کا اطلاق اس پر اور اس کی کسی مخلوق پر دیکھا جاتا ہے جیسے علیم، حکیم، کریم، سمیع، بصیر اور ان جیسے اور، تو یہ محض لفظی موافقت ہے نہ کہ معنوی شرکت، اس میں حقیقی معنی میں کوئی مشابہت نہیں، اللہ جانتا ہے مگر ہمارے جاننے کی طرح نہیں، وہ قدرت رکھتا ہے مگر ہمارے قدرت رکھنے کی طرح نہیں، وہ دیکھتا ہے مگر ہمارے دیکھنے کی طرح نہیں اور وہ سنتا ہے مگر ہمارے سننے کی طرح نہیں اور وہ کلام کرتا ہے مگر ہمارے کلام کرنے کی طرح نہیں جبکہ ہم آلات وحروف سے کلام کرتے ہیں۔

سوال نمبر 91: اللہ تعالیٰ کیسے کلام فرماتا ہے نیز جن آلات وحروف سے کلام فرماتا ہے وہ مخلوق ہیں یا غیر مخلوق؟

جواب: اللہ تعالیٰ بغیر آلہ اور بغیر حروفوں کے کلام فرماتا ہے اور حروف مخلوق ہیں جبکہ اللہ پاک کا پاک کلام غیر مخلوق اور قدیم ہے۔

سوال نمبر 92: جو اللہ کے کلام کو سن کر بشر کا کلام کہہ اس کے بارے کیا حکم ہے شرح فقہ اکبر کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

جواب: امام طحاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جس کسی نے اللہ کا کلام سنا اور گمان کیا کہ یہ کسی بشر کا کلام ہے تحقیق اس نے کفر کیا(کفر سے مراد کفران نعمت ہے) تحقیق قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اس کی مذمت بیان فرمائی اور اس کو جہنم کی وعید سنائی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: سَاُصۡلِیۡهِ سَقَرَ: کوئی دم جاتا ہے کہ میں اسے دوزخ میں دھنساتا ہوں۔

سوال نمبر 93: مسئلہ کلام اللہ کے بارے میں شرح فقہ اکبر میں کتنے اقوال مذکور ہیں نیز چند بیان فرمائیں؟

جواب: مسئلہ کلام اللہ کے بارے میں نو(9)اقوال ذکر کیے گئے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

(1)**معتزلہ کہتے ہیں کہ:** کلام اللہ ایسی مخلوق ہے جسے اللہ پاک نے منفصل پیدا فرمایا۔

(2)**ایک گروہ متکلمین ومحدثین کہتا ہیں کہ:** کلام اللہ وہ ازلی حروف واصوات ہیں جو ازل میں جمع ہوئے۔

(3) بیشک اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے متکلم ہے جب چاہے جہاں چاہے جیسے چاہے کلام فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسی آواز کے ساتھ کلام فرماتا ہے جس کو سنا جاتا ہے اگرچہ کلام کی نوع قدیم ہے مگر آواز معین حادث ہے۔

(4)**کرامیہ کہتے ہیں کہ:** کلام اللہ حروف واصوات ہیں لیکن اللہ نے ان کے ذریعے کلام فرمایا جبکہ پہلے متکلم نہ تھا۔

سوال نمبر 94: وھوشیء لا کالاشیاء اس عبارت کی فقہ اکبر کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

جواب: فرمایا کہ: اللہ شے ہے یعنی اللہ موجود ہے اپنی ذات وصفات کے ساتھ لیکن اشیاء مخلوقہ کی طرح نہیں بلکہ شے کا معنی ہے اللہ کی ذات وصفات کا بلا جسم ہونا اور بغیر جوھر وعرض کے ہونا کیونکہ جسم مرکب اور متحیز ہوتا ہے اور یہ حادث ہونے کی علامت ہے اور **جوھر** بھی متحیز اور ایسا جزء ہوتا ہے جو جسم سے جدا نہیں ہوتا اور **عرض** بالذات قائم نہیں ہوتا، اور اللہ تعالیٰ کی کوئی حد ہے نہ انتہاء اور نہ اس کی کوئی ضد یعنی کوئی اس سے جھگڑنے والا نہیں اور نہ ہی اس کی کوئی ند یعنی شبیہ وشریک ہے اور نہ کوئی اس کے مشابہ نہ برابر۔

سوال نمبر 95: لفظ شے کا اللہ تعالیٰ پر اطلاق کرنا کس وقت جائز ہے اور کونسی صورت میں ناجائز ہے واضح فرمائیں؟

جواب: لفظ شیء مصدر ہے اور مصدر کبھی مبنی للفاعل ہوتا ہے اور کبھی مبنی للمفعول ہوتا ہے لہذا جب شیء مبنی للمفعول ہوگا اس وقت اللہ تعالیٰ پر اس کا اطلاق کرنا جائز نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان اللہ علیٰ کل شیء قدیر اور جب شیء مبنی للفاعل ہو تو اس صورت میں اس کو اللہ تعالیٰ کے لئے بولا جاسکتا ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهٰدَةً ؕ قُلِ اللّٰهُ ۟ شَهِیْدٌۢ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ ۟ : تم فرماؤ سب سے بڑی گواہی کس کی تم فرماؤ کہ اللہ گواہ ہے مجھ میں اور تم میں

القول فی الصفات

سوال نمبر 96: ولہ ید و وجہ و نفس فما ذکرہ اللہ تعالیٰ فی القران من ذکر الوجہ والید والنفس فھولہ صفات بلا کیف اس عبارت کی شرح فقہ اکبر کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

جواب: فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ کے لئے اس کی شایان شان ید اور وجہ ونفس ہے پس اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں وجہ کے بارے میں فرمایا: كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ، دوسرے مقام پر فرماتا ہے: وَّ یَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ: اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات، اور ید

کے بارے میں فرمایا:یَدُ اللہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡھِمۡ، اور نفس کے بارے میں فرمایا: تَعۡلَمُ مَافِیۡ نَفۡسِیۡ وَلَآ اَعۡلَمُ مَافِیۡ نَفۡسِكَ: تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہے۔

یادرہے یہ تمام صفات متشابہات بلا کیف ہیں یعنی ان کی کیفیت مجہول ہے۔

سوال نمبر97: کیا دست قدرت یا دست نعمت کہنا درست ہے فقہ اکبر کی روشنی میں دلیل کے ساتھ بیان فرمائیں؟

جواب: امام اعظم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: دست قدرت یا دست نعمت کہنا درست نہیں کیونکہ اس میں سرے سے صفت کو ہی باطل کرنا ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے ید کا ذکر فرمایا جبکہ اس کے بدلے قدرت و نعمت کو ذکر نہ فرمایا تو ظاہر ہے کہ رب تعالیٰ نے ید سے قدرت و نعمت کے علاوہ ہی معنی مراد لیا ہے۔

سوال نمبر98: دست قدرت یا دست نعمت کہنا درست نہیں کن کن کا موقف ہے واضح فرمائیں؟

جواب: اس بارے میں چار موقف ہیں:

(1)**اہل سنت متقدمین**: دست قدرت یا دست نعمت کہنا درست نہیں جیسے کہ امام اعظم رحمہ اللہ نے بیان فرمایا۔

(2)**متاخرین اہل سنت**: دست قدرت یا دست نعمت کہنا جائز ہے جیسے کہ آج کل کے علماء اپنے بیانات میں کہتے ہیں۔

(3)**قدریہ**: ان کے نزدیک دست قدرت یا دست نعمت کہنا درست نہیں۔

(4)**معتزلہ**: کے ہاں بھی جائز نہیں کہ اگر اس کو صفت مان لیا جائے تو قدماء کا متعدد ہونا لازم آئے گا اور یہ تو اللہ کی صفات کو بھی اسی وجہ سے (یعنی قدماء کے متعدد ہونے کے لازم ہونے) غیر قدیم مانتے ہیں۔

نوٹ: متاخرین کی تفصیل کتاب میں نہیں ہے استاد محترم عبد الرحمن صاحب نے بیان فرمائی تھی۔

سوال نمبر99: غضب و رضا اللہ تعالیٰ کی کونسی صفات میں سے ہیں؟

جواب: غضب و رضا اللہ تعالیٰ کی صفات متشابہات میں سے ہیں اور یہ دونوں بلا کیف ہیں یعنی ان کی کیفیت مجہول ہے۔

القول فی القدر

سوال نمبر100: خلق اللہ تعالیٰ الاشیاء لا من شیء اس عبارت کی وضاحت فرمائیں؟

جواب: فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء چاہے ذوات سے ہوں یا حالات سے جیسے حرکات و سکون و انوار اور ظلمات و شر ور و خیرات اور علویات و سفلیات وغیرہ کو از سرے نیا پیدا فرمایا نہ کہ سابقہ کسی مادے سے پیدا فرمایا جیسے ہم ایک چیز دیکھ کر دوسری بنالیتے ہیں ایسے پیدا نہیں فرمایا بلکہ بلکل نیا کہ جس کی سابقہ کوئی مثل نہ تھی جیسا کہ اللہ فرماتا ہے: فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ

یعنی زمین و آسمان کو بغیر سابقہ کسی مثال کے نیا پیدا فرمایا اور بعض اشیاء کو بعض کے مواد سے پیدا کرنا اس مذکورہ بات کے منافی نہیں کہ وہ بھی تو اللہ کا ہی پیدا کردہ ہے۔

سوال نمبر 101: اللہ تعالیٰ اشیاء کو کب سے جانتا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ اشیاء کو ان کے وجود اور ان کے عالم ابداع میں ثابت ہونے سے بھی پہلے ازل سے جانتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا، لہذا اللہ تعالیٰ کی صفت علم قدیم ہے اور جس کا قدیم ہونا ثابت ہو جائے اس کا عدم ہونا محال ہو جاتا ہے۔

سوال نمبر 102: تمام اشیاء کی قضاء و تقدیر کس نے مقرر فرمائی حدیث پاک سے واضح فرمائیں؟

جواب: تمام اشیاء کی قضاء و تقدیر رب تعالیٰ نے مقرر فرمائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا تو قلم سے فرمایا: لکھ عرض کی مولیٰ کیا لکھوں فرمایا: جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے۔

سوال نمبر 103: ولا یکون فی الدنیا ولا فی الآخرۃ شیء الا اس عبارت کا کتنوں چیزوں کے ساتھ مقید کیا گیا فقہ اکبر کی روشنی میں بیان فرمائیں؟

جواب: فرمایا: دنیا و آخرت میں کوئی بھی شے جاری نہیں ہوتی مگر اللہ کی مشیت و علم و قضاء و قدر کے ساتھ۔

سوال نمبر 104: کتبہ فی اللوح المحفوظ ولکن کتبہ بالوصف لا بالحکم اس عبارت کی شرح فقہ اکبر کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

جواب: فرمایا: اللہ تعالیٰ نے معاملات کے ظاہر ہونے سے پہلے سب کچھ لوح محفوظ میں لکھ دیا لیکن جو بھی لکھا بطور وصف کے لکھا نہ کہ بطور حکم کے یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر شے کے حق میں یہ تو لکھا فلاں چیز ایسے ایسے ہو گی لیکن یہ نہیں لکھا کہ فلاں چیز کو ایسا ایسا ہونا چاہئے ملا علی قاری رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں کہ لکھتے وقت چونکہ اشیاء تو موجود نہ تھیں پس لوح محفوظ میں جس کو بھی لکھا بطور وصف لکھا کہ اشیاء اس فیصلے کے مطابق ہوں گی نہ کہ بطور حکم کے لکھا کہ چاہئے کہ ایسا ہو اگر اللہ تعالیٰ بطور حکم فرماتا تو تمام اشیاء وجود میں آجاتی جس سے مخلوق کا خالق کے امر ایجادی سے پھر جانے کے تصور کا معدوم ہونا لازم آتا۔

سوال نمبر 105: والقضاء والقدر والمشیئۃ صفاتہ فی الازل بلا کیف اس عبارت کی شرح فقہ اکبر کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

جواب: فرمایا کہ: قضاء وقدر اور وارادہ بغیر کسی کیفیت کے اللہ تعالیٰ کی ازلی صفات ہیں یہاں قضاء سے مراد حکم اجمالی ہے اور قدر سے حکم تفصیلی ہے **بہرحال معتزلہ کہتے ہیں کہ**: اگر کفر اللہ کی قضاء سے ہو تو اس پر راضی رہنا واجب ہے کیونکہ رضاء بالقضاء واجب ہے لہذا کفر اللہ کی قضاء سے نہیں ہے کیونکہ اگر مان لیا جائے تو کفر پر راضی رہنے سے کفر لازم آئے گا۔

ملا علی قاری اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کفر مقضی (جس کو چاہا گیا ہو) ہے قضاء نہیں اور راضی رہنا قضاء پر واجب ہے نہ کہ مقضی پر مزید اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کفر کی ایک نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے کہ اس نے کفر کو اپنی حکمت کے تقاضے کے مطابق پیدا فرمایا یہاں پر اس کی ارادے پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا کہ وہ بادشاہ ہے جیسے چاہے تصرف فرمائے اسے کوئی شے نقصان نہیں دے سکتی جیسے کوئی شے اسے نفع نہیں دے سکتی اور **کفر کی دوسری نسبت مکلف** کی طرف ہے کہ کفر اس مکلف کے کسب واختیار سے واقع ہوگا اور اعتراض اس کے فعل پر ہوتا ہے کیونکہ اس نے اپنے مولا کو ناراض کیا اور آخرت میں دائمی عذاب کا مستحق ہوا۔

سوال نمبر 106: یعلم اللہ تعالیٰ المعدوم فی حال عدمہ معدوما ویعلم انہ کیف یکون اذا اوجدہ ویعلم اللہ تعالیٰ الموجود فی حال وجودہ موجودا ویعلم انہ کیف یکون فناءہ اس عبارت کا ترجمہ فرمائیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ معدوم شے کو اس کی حالت عدمی (یعنی جس وقت وہ معدوم ہو) میں بھی جانتا ہے اور جب اسے وجود بخشے گا وہ کیسی ہوگی اس کو بھی جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ موجود کو اس کی حالت وجود (یعنی جب وجود میں آئے گی) میں بھی جانتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ وہ شے کیسے فناء ہوگی۔

سوال نمبر 107: ویعلم اللہ تعالیٰ القائم فی حال قیامہ قائما، واذا قعد علمہ قاعدا فی حال قعودہ من غیر ان یتغیرہ علمہ او یحدث لہ علم ولکن التغیر واختلاف الاحوال یحدث فی المخلوقین اس عبارت کی مختصر وضاحت فرمائیں؟

جواب: فرمایا کہ: اللہ تبارک وتعالیٰ ہر کھڑی ہونے والی چیز کو اس کی قیام کی حالت میں بھی جانتا ہے اور جب وہ بیٹھے گی اس کو بھی جانتا ہے اور یہ جاننا علم کے بدلے بغیر ہوگا اور اس جاننے سے کوئی نئی چیز کا علم حاصل نہ ہوگا بلکہ اللہ تو ہر شے کو اس کے وجود سے بھی پہلے جانتا ہے ہاں چیزوں کا بدلنا اور احوال کا مختلف ہونا مخلوق کے اعتبار سے ہے کہ رب کی ذات تو اس سے پاک ہے ،اس کا علم نہ گھٹتا ہے نہ بڑھتا ہے، کم ہونے یا بڑھنے اور علم ہونے یا بعد میں علم کا تعلق مخلوق سے ہے نہ کہ خالق سے۔

ما فطر اللّٰہ علیہ الناس

سوال نمبر 108: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو کس فطرت پر پیدا فرمایا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو کفر وایمان سے خالی پیدا فرمایا اور ان کو باصلاحیت بنایا چاہے تو کفر اختیار کریں چاہے تو ایمان لائیں بہر کیف اللہ تعالیٰ نے ان سے اپنے رسولوں کی زبان پر خطاب فرمایا اور ان کو ایمان واطاعت کا حکم دیا اور کفر و معصیت سے منع فرمایا۔

سوال نمبر 109: فکفر من کفر بفعلہ و انکارہ وجحودہ الحق بخذلان اللہ تعالیٰ ایاہ وامن من امن بفعلہ اس عبارت کی وضاحت فرمائیں؟

جواب: جو بھی کافر ہو اوہ اپنے فعل واختیار اور جہالت کی وجہ سے اور اللہ کے احکام کے انکار کرنے اور عناد و تکبر کی وجہ سے اور حق تعالیٰ کا انکار کرنے کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ کے خاص اس کو رسوا کرنے کے سبب یعنی اس کی عدم توفیق سے اسلام سے محروم رہا اور جو بھی ایمان لایا اپنے اختیار اور اللہ کی تصدیق واقرار سے اور خاص اللہ تعالیٰ کی توفیق ونصرت سے ایمان لایا۔

سوال نمبر 110: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی ذریت کو کہاں سے نکالا نیز کس شکل پر نکالا؟

جواب: اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی ذریت کو آپ علیہ السلام کی پشت سے چھوٹی چھوٹی چنٹیوں کی شکل میں نکالا جن میں بعض سفید تھیں اور بعض کالی تھیں اور سب کو حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں اور بائیں جانب بکھیر دیا گیا۔

سوال نمبر 111: اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام مخلوق سے کب خطاب فرمایا نیز انہیں کس کس چیز کا حکم دیا نیز فکان ذلك منھم ایمانا کی وضاحت فرمائیں؟

جواب: جب اللہ تعالیٰ نے تمام ذریت کو عقل سے نوازا ان سے خطاب فرمایا یعنی جب انہیں اپنی جانوں پر گواہ بناتے ہوئے فرمایا: الست بربکم قالوا بلی اور انہیں ایمان واحسان کا حکم دیا اور کفر اور ناشکری سے منع فرمایا پس سب نے اللہ کی ربوبیت کا اقرار کیا اور قالوا بلی کی صدا لگائی پس فکان ذلك منھم ایمانا یعنی ان کا اقرار کرنا ہی ایمان تھا وہ چاہے حکمی ہو یا حقیقی ہو۔

سوال نمبر 112: تمام لوگوں کو کس فطرت پر پیدا کیا گیا قرآن پاک سے دلیل دے کر واضح فرمائیں؟

جواب: تمام لوگوں کو فطرت اسلام پر پیدا کیا گیا ہے چنانچہ اللہ پاک فرماتا ہے: فِطۡرَتَ اللّٰہِ الَّتِیۡ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیۡہَا: اللہ کی ڈالی ہوئی بِنا جس پر لوگوں کو پیدا کیا۔ اور حدیث پاک میں بھی ہے کہ: ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا کیا جاتا ہے پس اس کے والدین اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں یہاں تک کہ اپنی زبان بھی انہی سے سیکھتا ہے اب یا تو وہ شاکر ہو گا یا کافر ہو گا۔

سوال نمبر113:ومن کفر بعد ذلك فقد بدل وغیرو من امن وصدق فقد ثبت علیه و دام اس عبارت پر اعراب لگائیں نیز اس کا مفہوم واضح فرمائیں؟

جواب: وَمَن کَفَرَ بَعدَ ذٰلِكَ فَقَد بَدَّلَ وَغَیَّرَ وَمَن اٰمَنَ وَصَدَّقَ فَقَد ثَبَتَ عَلَیهِ وَ دَامَ

فرمایا: جس نے بھی ایمان میثاقی کے بعد (یعنی جس کا عہد میثاق کے دن قرار کیا تھا) کفر کیا تحقیق اس نے اس فطری ایمان کو (جس پر اس کو پیدا کیا گیا) بدل دیا اور جو ایمان لایا (یعنی عہد میثاق والا ایمان ظاہر کیا) اور اس کے اظہار میں تصدیق کی تحقیق وہ اپنی فطرت پر ثابت قدم رہا اور ہمیشہ اسلام پر رہا۔

سوال نمبر114:شرح فقہ اکبر کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کے حضرت آدم علیہ السلام سے ذریت نکالنے پر حدیث پاک ذکر کرتے ہوئے بتائیں کہ اس حدیث کے ظاہر کو کس فرقے نے لیا اور اس بارے میں اہل سنت کا عقیدہ واضح فرمائیں؟

جواب: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: بیشک اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا پھر آپ علیہ السلام کی پشت پر دائیاں ہاتھ پھیرا پس اس سے ذریت کو نکالا اور فرمایا: میں نے ان کو جنت کے لئے پیدا فرمایا اور یہ اہل جنتیوں والے عمل کریں گے، پھر رب تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی پشت پر بائیاں ہاتھ پھیرا تو اس سے ذریت کو نکالا اور فرمایا: میں نے ان کو جہنم کے لئے پیدا فرمایا اور یہ جہنمیوں والے کام کریں گے تو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: تو عمل کا کیا فائدہ!

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: بیشک اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو جنت کے لئے پیدا فرماتا ہے تو اسے اہل جنتیوں والے کاموں کی بھی توفیق دیتا ہے یہاں تک وہ اہل جنتیوں والے کاموں پر ہی مر جاتا ہے پس اللہ تبارک و تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اسی طرح جہنمی شخص کا معاملہ ہے۔

فرقہ جبریہ نے اس حدیث پاک کے ظاہر کو لیا اور کہا کہ: بیشک اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو مؤمن ہی پیدا فرمایا اور کافروں کو کافر ہی پیدا فرمایا اور ابلیس ہمیشہ سے ہی کافر تھا اور شیخین اسلام سے پہلے بھی مؤمن ہی تھے اور انبیاء کرام علیہم السلام قبل وحی بھی انبیاء ہی تھے اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی وقت کبائر انبیاء ہی تھے،

اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ: ابلیس بعد میں کافر ہوا اور اسی طرح بقیہ لوگ بھی بعد میں کافر یا مؤمن ہوئے اور یہ بات اس بات کے منافی نہیں کہ اللہ کے علم میں تو شیطان کافر ہی تھا تو بعد میں کیسے کافر ہو گیا۔

سوال نمبر115:لم یجبر احدا من خلقه علی الکفر و الایمان اس عبارت کی وضاحت فرمائیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے کسی کو بھی کفر اختیار کرنے یا ایمان لانے پر مجبور نہیں فرمایا یعنی اللہ تعالیٰ نے بندے کے دل میں اطاعت ومعصیت کو بطریق جبر و غلبہ کے نہیں رکھا بلکہ بطریق اختیار و کسب کے رکھا ہے۔

سوال نمبر 116: ولا خلقھم مؤمنا ولا کافرا ولکن خلقھم اشخاصا اس عبارت کی شرح فقہ اکبر کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

جواب: اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو بالجبر مؤمن یا کافر پیدا نہیں فرمایا ہاں ان کو باصلاحیت پیدا فرمایا یعنی اس قابل بنایا چاہے تو ایمان قبول کرلیں چاہے تو کفر کی تاریک وادیوں میں جا پڑیں۔

سوال نمبر 117: ایمان و کفر کس کا فعل ہے؟

جواب: ایمان و کفر بندوں کے فعل ہیں یعنی انہیں اختیار دیا گیا ہے ایمان لانے اور کفر اختیار کرنے پر مجبور نہیں کیا گیا۔

سوال نمبر 118: یعلم اللہ تعالیٰ من یکفر فی حال کفرہ کافرا فاذا آمن بعد ذلک علمہ مؤمنا فی حال ایمانہ من غیر ان یتغیر علمہ و صفتہ اس عبارت کی تفصیلا وضاحت فرمائیں؟

جواب: امام اعظم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جب کوئی بندہ کفر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ پہلے سے ہی اس کے کافر ہونے کو جانتا ہے اور جب کوئی ایمان لاتا ہے تو پہلے سے ہی اللہ اس کو مؤمن جانتا ہے بغیر اللہ کے علم وصفت میں تبدیلی ہوئے یعنی ایک شخص کفر اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ پہلے سے ہی اس کے کافر ہونے کا جانتا ہے اسی طرح اگر وہی ایمان لے آئے تو اللہ پہلے سے ہی اس کے ایمان لانے کو جانتا تھا اب بظاہر تو اس پہ سوال اٹھتا ہے کہ ایک بندہ کافر ہوا اس بات کو اللہ جانتا تھا یہ تو مان لیتے ہیں لیکن بعد میں وہی ایمان لے آئے اللہ اس کو بھی جانتا ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے اس سے تو اللہ کے علم کا متغیر ہونا لازم آیا؟

تو اس کا جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے من غیر ان یتغیر علمہ و صفتہ یعنی اس کا جاننا علم اور صفت ازلی کے بدلے بغیر ہے جیسے شیطان کا بعد میں پھر جانا اللہ کے علم کے منافی نہ تھا۔

سوال نمبر 119: جمیع افعال العباد من الحرکۃ والسکون کسبھم علی حقیقۃ واللہ خالقھم اس عبارت میں کسبھم علی الحقیقۃ کی شرح کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

جواب: فرمایا بندوں کے تمام افعال چاہے حرکت ہو یا سکون یعنی کفر ہو یا ایمان و اطاعت و معصیت اس کا حقیقی طور پر کاسب (بجالانے والا) بندہ ہی ہے اور اللہ ان کا خالق ہے یہاں کسبھم علی الحقیقۃ کا مطلب ہے نہ کہ مجاز کے طریقے پر اور نہ ہی اکراہ و غلبہ کے طور پر بلکہ حقیقی طور بندے ہی کاسب ہیں اپنے افعال میں یہ خود مختار ہیں ہر ایک کے لئے وہی ہو گا جو اس نے کمایا ہو گا۔

سوال نمبر 120: جمیع افعال العباد من الحرکۃ والسکون کسبھم علی حقیقۃ واللہ خالھم اس عبارت میں کسبھم علی الحقیقۃ سے کن کن کا رد ہو رہا ہے؟

جواب: کسبھم علی الحقیقۃ سے **معتزلہ** کا رد ہو گیا ان کا گمان ہے کہ بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہے اور **جبریہ** کا بھی رد ہو گیا کہ یہ بندے سے مکمل طور پر کسب واختیار کی نفی کرتے ہیں اور ایاک نعبد و ایاک نستعین سے دونوں فرقوں کا رد ہو گیا۔

سوال نمبر 121: کسب اور خلق میں فرق بیان فرمائیں؟

جواب: کسب ایسا امر جس میں کاسب غیر کا محتاج ہوتا ہے، اور **خلق** ایسا امر جس میں خالق کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ جو کسی واسطے سے واقع ہو وہ کسب ہے اور جو بغیر کسی واسطے کے واقع ہو وہ خلق ہے۔

سوال نمبر 122: واللہ تعالیٰ خالقھا اس عبارت کو قرآن کی کسی آیت اور حدیث سے واضح فرمائیں؟

جواب: بندوں کے تمام افعال کا خالق اللہ ہی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ: فرمایا کیا اپنے ہاتھ کے تراشوں کو پوجتے ہو، اور حدیث پاک میں ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہر صانع اور اس کی صنعت یعنی پروڈیکٹ کا صانع ہے نیز اللہ فرماتا ہے: اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ: تو کیا جو بنائے وہ ایسا ہو جائے گا جو نہ بنائے۔ کیونکہ بندہ اگر اپنے افعال کا خالق ہوتا تو ان کی تفصیل بھی جانتا ہوتا لہذا خالق میرا عظیم رب ہی ہے۔

سوال نمبر 123: امام اعظم رحمہ اللہ نے کس آیت سے عمرو بن لبید کے خلاف حجت پکڑی؟

جواب: امام اعظم رحمہ اللہ نے اس آیت کریمہ: وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ سے عمرو بن لبید کے خلاف حجت پکڑی۔

سوال نمبر 124: استطاعت فعل کے ساتھ یا پہلے شرح فقہ اکبر کی روشنی میں واضح فرمائیں؟

جواب: امام اعظم رحمہ اللہ کتاب الوصیہ میں فرماتے ہیں کہ: ہم اقرار کرتے ہیں کہ استطاعت فعل کے ساتھ ہوتی ہے نہ کہ فعل سے پہلے یا بعد میں کیونکہ اگر فعل سے پہلے ہو تو بندہ فعل کرتے وقت اللہ سے بے نیاز ہو جائے اور یہ بات اس نص: وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ کے حکم کے خلاف ہے، اور اگر فعل کے بعد استطاعت ہو تو فعل کا حصول ہی بغیر استطاعت وطاقت کے محال ہو جائے گا۔

سوال نمبر 125: مخلوق کی کتنی اقسام ہیں شرح فقہ اکبر کی روشنی میں واضح فرمائیں؟

جواب: مخلوق کی تین اقسام ہیں:(1)وہ مؤمن جو اپنے ایمان میں مخلص ہو۔(2)وہ کافر جو کفر میں دلیر ہو۔(3)وہ منافق جو اپنے نفاق میں ڈٹا ہوا ہو،لہذا اللہ تعالیٰ نے مؤمن پر عمل کو اور کافر پر ایمان کو اور منافق پر اخلاص کو لازم فرمایا اپنے اس فرمان کے ساتھ:یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ:اس کا معنا ہو گا:اے ایمان والوں اللہ کے فرماں بردار ہو جاؤں اور کافروں اللہ پر ایمان لے آؤ اور منافقوں اللہ کے ساتھ مخلص ہو جاو۔

اعتراض: قیاس تو یہ کہتا ہے جو یہ کہہ کہ بندہ اپنے افعال کا خالق ہے مشرک ہو جائے نہ کہ موحِّد کہلائے جیسے کہ حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ قدریہ اس امت کے مجوسی ہیں،کیونکہ یہ عالم دنیا کے دو فاعل مانتے ہیں ایک اللہ تعالیٰ جو کہ فاعل خیر ہے اور دوسرا شیطان جو کہ فاعل شر ہے اور اسی وجہ سے وراء النہر کے مشائخ نے معتزلہ کی گمراہی میں مبالغہ بھی کیا ہے کہ یہ لوگ مجوسیوں سے زیادہ برے ہیں کہ مجوسیوں نے تو ایک شیطان کو رب تعالیٰ کا شریک ٹہرایا اور انہوں نے تو بندے کو اپنے افعال کا خالق کہہ کر بے شمار کو رب تعالیٰ کا شریک ثابت کیا لیکن پھر بھی محققین ان کو فرقہ اسلامیہ میں شمار کرتے ہیں؟

جواب: کیونکہ معتزلہ بندے کو مستقل طور پر افعال کا خالق نہیں مانتے بلکہ کہتے ہیں کہ ذات کا خالق اللہ ہی ہے اور بندہ ان اسباب و آلات کے واسطے سے خالق ہے جن کو اللہ نے بندے کے اندر پیدا فرمایا ہے لہذا حقیقۃً یہ شریک ثابت نہیں کرتے کیونکہ شرک کہتے ہیں الوہیت میں کسی کو شریک ٹھہرانا جیسے مجوسی ٹہراتے ہیں۔

سوال نمبر 126: اللہ کی قدرت اور بندے کی قدرت کا تعلق کس سے ہے فرق واضح کریں؟

جواب: علامہ باقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قدرت اصل فعل سے متعلق ہے جبکہ بندے کی قدرت اس فعل کے وصف کے ساتھ متعلق ہے وہ چاہے گناہ ہو یا نیکی پس دونوں قدرتوں کے اثر کا متعلق مختلف ہے جیسے کسی یتیم کو طماچہ مارنا ادب سیکھانے کے لئے اور تکلیف دینے کے لیے تو ذات طماچہ واقعہ ہوا ہے اللہ کی قدرت واثر سے جبکہ اس کا گناہ یا طاعت ہونا بندے کی قدرت واثر کے ساتھ ہے اس بندے کے عزم مصمم کے متعلق ہونے کی وجہ سے۔

الطاعات محبوبة لله والمعاصی مقدورة غیر محبوبة

سوال نمبر 127: وھی کلھا بمشئیتہ وعلمہ وقضائہ وقدرہ اس عبارت کی وضاحت فرمائیں؟

جواب: فرمایا کہ:بندوں کے تمام افعال چاہے اچھے ہوں یا برے اگرچہ ان کا کاسب بندہ ہی ہے مگر اللہ کے ارادے و مشیت اور اس کے علم و قضاء و قدر کے ساتھ ہیں یعنی اس کے حکم کے مطابق ہیں۔

سوال نمبر128: والطاعات کلها ماکانت واجبۃ اس عبارت کو متن میں کتنی اور کون کونسی چیزوں کے ساتھ مقید کیا گیا ہے؟

جواب: اس عبارت کو سات چیزوں کے ساتھ مقید کیا گیا ہے یعنی تمام نیکیاں چاہے واجبات ہی ہوں سب اللہ کے حکم اور اس کی محبت و رضاء و علم و و قضاء و قدر کے ساتھ ثابت ہیں۔

سوال نمبر129: تمام صغیرہ و کبیرہ گناہوں کو متن میں کتنی اور کون کونسی چیزوں کے ساتھ مقید کیا گیا ہے؟

جواب: تمام صغیرہ و کبیرہ گناہوں کو چار چیزوں کے ساتھ مقید کیا گیا ہے کہ تمام گناہ اللہ تعالیٰ کے علم و قضاء و تقدیر اور مشیت کے ساتھ ثابت ہیں نہ کہ اللہ کی محبت و رضا اور حکم سے۔

سوال نمبر130: الطاعات محبوبۃ للہ والمعاصی مقدورۃ غیر محبوبۃ اس عبارت کی وضاحت فرمائیں؟

جواب: یہاں یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ تمام اطاعات چاہے واجب ہوں یا مستحب سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں جبکہ گناہ بھی اللہ کے چاہنے سے ہی ہیں مگر اللہ ان کو پسند نہیں فرماتا اور نہ ہی ان سے راضی ہے۔

سوال نمبر131: اعمال کی کتنی اقسام ہیں شرح فقہ اکبر کی روشنی میں بیان فرمائیں؟

جواب: اعمال تین طرح کے ہیں: (1) فرض اعتقادی و عملی یا فقط فرض عملی نہ کہ اعتقادی اس صورت میں واجب بھی شامل ہو جائے گا (2) سنت یا مستحب یا نافلہ (3) حرام یا مکروہ

القول فی عصمۃ الانبیاء

سوال نمبر132: انبیاء کرام علیہم السلام کن کن چیزوں سے منزہ ہیں متن کی روشنی میں بیان فرمائیں؟

جواب: انبیاء کرام علیہم السلام ہر طرح کے گناہ سے منزہ ہیں چاہے وہ گناہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ ہوں نیز کفر اور قبیح اشیاء سے بھی پاک ہیں۔

سوال نمبر133: والانبیاء کلھم اس عبارت کی شرح کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

جواب: یہاں لفظ انبیاء عام ہیں یہ تمام کو شامل ہے چاہے وہ رسول ہوں یا نبی، نیز وہ مشہور ہوں یا مشہور نہ ہوں، سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام ہیں جن کی نبوت قرآن و حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

سوال نمبر134: انبیاء کرام علیہم السلام کی تعداد کتنی ہے حدیث کی روشنی میں بیان فرمائیں؟

جواب: حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے انبیاء کرام علیہم السلام کی تعداد کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا: انبیاء کرام علیہم السلام کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے اور دوسری روایت میں دولاکھ چوبیس ہزار آیا ہے، مگر اولیٰ یہ ہے کہ ان کی تعداد معین نہ کی جائے تاکہ غیر نبی داخل نہ ہو اور کوئی نبی خارج نہ ہو لہذا ان کی تعداد بیان کرتے وقت لفظ کم وبیش کا سہارا لیا جائے۔

سوال نمبر 135: الانبیاء کلھم منزھون عن الصغائر و الکبائر و الکفر و القبائح ، اس عبارت میں ہر لفظ کی فرداً فرداً شرح کی روشنی میں مختصر وضاحت فرمائیں؟

جواب: فرمایا منزھون یعنی انبیاء معصوم ہیں صغائر اور کبائر سے یعنی تمام گناہوں سے اور کفر سے، کفر کو اس لئے خاص کیا گیا کیونکہ کفر سب سے بڑا گناہ ہے کیونکہ رب تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ اور قبائح سے ایک نسخے میں لفظ فواحش آیا ہے اور یہ کبائر سے زیادہ خاص ہے جیسا کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے: اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓىِٕرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ: وہ جو بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں۔ اور اس سے مراد قتل، زنا، لواطت، چوری، زنا کی تہمت لگانا، جادو، میدان جنگ سے فرار ہو جانا، سود کھانا، چغلی، یتیم کا مال کھانا نیز بندوں پر ظلم و ستم کرنا اور شہروں میں فساد کا قصد کرنا وغیرہ۔

سوال نمبر 136: حدیث کی روشنی میں کبیرہ گناہوں کی تعداد بیان فرمائیں؟

جواب: سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کبیر گناہوں کی تعداد کے بارے میں سوال کیا، عرض کیا کیا وہ سات ہیں؟

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کبیرہ گناہوں کی تعداد سات سو تک ہے، کوئی کبیرہ استغفار کے ساتھ کبیرہ نہیں رہتا اور کوئی گناہ صغیرہ اصرار کے ساتھ صغیرہ نہیں رہتا یعنی وہ کبیرہ بن جاتا ہے۔

سوال نمبر 137: گناہ کبیرہ کی تعریف بیان فرمائیں؟

جواب: کبیرہ کی تعریف میں علماء کرام کا اختلاف ہے، امام ابن سیرین فرماتے ہیں کہ جس چیز سے بھی اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا وہ گناہ کبیرہ ہے، اس بات کی تائید اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہ فرمان کرتا ہے: اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ: اگر بچتے رہو کبیرہ گناہوں سے جن کی تمہیں ممانعت ہے۔

امام حسن، سعید بن جبیر، امام ضحاک وغیرہ فرماتے ہیں کہ قرآن میں جس کو بھی وعید کے ساتھ بیان کیا گیا ہے وہ گناہ کبیرہ ہے اور یہ ہی تعریف زیادہ اظہر ہے۔

سوال نمبر138: فرض اور واجب و سنت کو چھوڑنے کا حکم شرح فقہ اکبر کی روشنی میں بیان فرمائیں؟

جواب: فرض اور واجب کو چھوڑنا اگرچہ بلا عذر ایک ہی مرتبہ کیوں نہ ہو گناہ کبیرہ ہے اسی طرح حرام کا ارتکاب کرنا بھی کبیرہ ہے اور کبھی کبھی بغیر عذر کے سستی و کاہلی کی وجہ سے سنت کو چھوڑ دینا گناہ صغیرہ ہے اسی طرح مکروہ کا ارتکاب کرنا بھی صغیرہ ہے، نیز سنت کے ترک پر اور مکروہ کے ارتکاب پر اصرار کرنا گناہ کبیرہ ہے مگر یہ کہ یہ کبیرہ گناہ کبیرہ سے کم ہے کیونکہ کبیرو صغیر امور اضافت اور احوال نسبیہ میں سے ہیں اسی وجہ سے کہا جاتا ہے حسنات الابرار سیئات المقربین۔

سوال نمبر139: انبیاء کرام علیہم السلام سے زلات اور خطائوں کے صادر ہونے کے متعلق عقیدہ اہل سنت واضح فرمائیں؟

جواب: بعض انبیاء کرام علیہم السلام سے مراتب نبوت کے ظہور سے پہلے اور مناقب رسالت کے ثبوت کے بعد زلات یعنی تقصیرات اور خطائیں سرزد ہو سکتی ہیں، جیسے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے بھول کر درخت سے کھانے میں خطاء اجتہادی واقع ہوئی، یا آپ علیہ السلام نے عزیمت کو ترک فرما دیا اور رخصت کو اختیار فرمایا یہ گمان کرتے ہوئے کہ جس درخت سے منع کیا گیا تھا وہ تو مخصوص تھا جس کی طرف اشارہ فرمایا تھا جیسے کہ اللہ فرماتا ہے: ولا تقربا ھذہ الشجرۃ

اس میں الف لام شخصی ہے جنسی نہیں پس آپ نے اس درخت کی جنس سے تناول فرمایا نہ کہ اس مخصوص درخت سے، اور یہ سب کچھ حکمت الہیہ کی بناء پر تھا تا کہ بشر کی قدرت کی کمزوری، اور ربوبیت کی بخشش چاہت کی قدرت ظاہر ہو جائے۔

سوال نمبر140: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب: وہ افعال جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قصداً اختیار فرمائیں ان افعال کی چار قسمیں ہیں:
(1) واجب (2) مستحب (3) مباح (4) لغزش

اور جو افعال بغیر قصد کے واقع ہوئے (جیسے سونے والے اور مخطی وغیرہ سے افعال سرزد ہوتے ہیں) ان کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ خطاب کے تحت داخل نہیں۔

سوال نمبر141: کیا انبیاء کرام کی لغزشوں کی اتباع کی جائے گی نیز قرآن سے انبیاء کرام کی لغزش کو بیان فرمائیں؟

جواب: لغزش بیان کرتے وقت ضروری ہے کہ بیان کیا جائے کہ یہ لغزش ہے نیز لغزش اقتداء کی صلاحیت نہیں رکھتی کہ اس کی اتباع کی جائے، اللہ پاک حضرت آدم علیہ السلام کے حق میں فرماتا ہے: وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى: اور آدم سے اپنے رب کے حکم

میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا تھا اس کی راہ نہ پائی۔ موسٰی نے قبطی کو گھونسا مارا تو اس کا کام تمام کر دیا اس وقت آپ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ : هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ کہا یہ کام شیطان کی طرف سے ہوا۔

سوال نمبر142: انبیاء کرام علیہم السلام کفر، گناہ صغیرہ و کبیرہ میں سے کن کن سے معصوم ہیں قبل وحی و بعد وحی حکم بیان فرمائیں؟

جواب: ان تمام کی دس صورتیں بنتی ہیں: **(1)** شرح عقائد میں ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام جان بوجھ کر جھوٹ بولنے سے معصوم ہیں خصوصاً ان چیزوں کے بارے میں جن کا تعلق امر شرع اور تبلیغی احکام اور ارشاد امت سے ہے اور اس پر اجماع ہے،

(2) **بہر حال اکثر علماء** کے ہاں سہوا جھوٹ واقع ہو سکتا ہے،

(3) نیز قبل وحی و بعد وحی کفر سے بالا جماع معصوم ہیں،

(4) اور جمہور کے ہاں عمداً گناہ کبیرہ کو بجالانے سے معصوم ہیں بر خلاف گروہ حشویہ کے،

(5) اور رہا سہوا تو اکثر علماء کے ہاں واقع ہو سکتے ہیں،

(7) بہر حال گناہ صغیرہ جمہور کے ہاں عمداً واقع ہو سکتے ہیں بر خلاف جبائی اور اس کے متبعین کے۔

(8) اور گناہ صغیرہ کے سہوا انبیاء کرام سے واقع ہونے پر تمام علماء کا اتفاق ہے

(9) ہاں ایسے افعال جو گھٹیہ ہوں ان سے ضرور معصوم ہیں جیسے لقمہ چوری کرنا، کسی کی گندم کی بالی کو توڑنا وغیرہ یہ ساری تفصیل بعد وحی کی تھی،

(10) بہر حال قبل وحی گناہ کبیرہ کے صدور کے ممتنع ہونے پر کوئی دلیل نہیں بر خلاف معتزلہ کے۔

سوال نمبر143: بعد وحی و قبل وحی انبیاء کرام علیہم السلام سے گناہ کے صادر ہونے کے متعلق شیعوں اور معتزلہ کا مذہب بیان فرمائیں؟

جواب: معتزلہ کا مذہب: انبیاء کرام علیہم السلام قبل وحی گناہ کبیرہ سے معصوم ہیں۔

شیعوں کا مذہب: انبیاء کرام علیہم السلام بعد وحی و قبل وحی گناہ صغیرہ و کبیرہ دونوں سے معصوم ہیں۔

لیکن افسوس کی بات ہے کہ تقیۃً کفر کے اظہار کو جائز قرار دیتے ہیں۔

سوال نمبر 144: عصمت کی تعریف بیان فرمائیں؟

جواب: عصمت کی مختلف تعریفات کی گئی ہیں نیز **بعض نے کہا کہ:** یہ محض اللہ کا فضل ہے اس اعتبار سے کہ اس میں بندے کو کوئی اختیار نہیں ہوتا۔

اور بعض نے کہا کہ: یہ محض اللہ کا فضل و لطف ہے اس اعتبار سے کہ اس میں بندے کو اختیار رہتا ہے۔

امام ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: عصمت آزمائش اور امتحان کو زائل نہیں کرتی یعنی بندے کو اطاعت پر مجبور نہیں کرتی اور نہ گناہ سے عاجز کرتی ہے بلکہ اللہ کا لطف و کرم ہے جو بندے کو اختیار کے باوجود فعل خیر پر ابھارتا اور شر سے روکتا ہے۔

سوال نمبر 145: فقہ اکبر کی روشنی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان واضح فرمائیں؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے حبیب، اس کے نبی، رسول اور خاص بندے اور چنے ہوئے ہیں، نیز آپ نے کبھی کسی بت کو نہیں پوجا اور پلک جھپکنے کے برابر بھی کسی کو اللہ کا شریک نہ ٹھہرایا اور نہ کبھی کسی گناہ صغیرہ اور کبیرہ کا ارتکاب فرمایا۔

سوال نمبر 146: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شجرہ نسب بیان فرمائیں؟

جواب: **محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرّہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نظر بن کنانہ بن مدرک بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔**

سوال نمبر 147: عبودیت کو رسالت پر اور نبوت کو رسالت پر مقدم کرنے کی وجہ بیان فرمائیں؟

جواب: عبودیت یعنی بندے ہونے کو رسالت پر وجود کے اعتبار سے مقدم کیا اور اس بات پر دلالت کرنے کے لیے کہ آپ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا بندہ ہونے سے عار محسوس نہیں فرماتے بلکہ اس کے ذریعے فخر فرماتے تھے اسی وجہ سے آپ علیہ السلام کو عبدہ، عبدنا کے ساتھ خطاب کیا گیا نیز حدیث پاک میں بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرے مرتبے کو ایسے نہ بڑھاؤ جیسے نصاری نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بڑھایا، تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔

اور نبوت کو رسالت پر اس بات کی خبر دینے کے لئے مقدم کیا کہ وجود "عالم شہود" کے مطابق ہو جائے اور نبی و رسول کے مابین مشہور فرق کی طرف اشارہ ہو جائے جو کہ منقول ہے کہ نبی رسول سے عام ہے، اور رسول نبی سے خاص ہے یعنی ہر رسول نبی تو ہو گا لیکن ہر نبی رسول ہو ضروری نہیں فافهم۔

سوال نمبر 148: رسالت سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس کی شریعت پر کاربند تھے؟

جواب: امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رسالت سے قبل کسی نبی کی شریعت پر نہ تھے احناف کے محققین کے ہاں یہ ہی مختار ہے کیونکہ آپ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کسی نبی کے امتی نہ ٹھہرے لیکن آپ قبل رسالت مقام نبوت پر ضرور قائم تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حق پر عمل کرتے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مقام نبوت میں پوشیدہ وحی کے ذریعے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت سے سچے کشف وغیرہ کے ذریعے ظاہر ہوتا،

اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ولادت کے دن سے ہی وصف نبوت کے ساتھ متصف تھے نہ کہ چالیس سال کے بعد مقام نبوت پر قائم ہوئے، جیسے حدیث پاک دلالت کرتی ہے کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جس کے وقت حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے مابین تھے۔

المفاضلة بين الصحابة

سوال نمبر 149: کون کون سے انبیاء کرام زندہ ہیں؟

جواب: علماء فرماتے ہیں کہ چار انبیاء کرام علیہم السلام ایسے ہیں جو ابھی تک زندہ ہیں، حضرت خضر اور الیاس علیہما السلام زمین میں اور حضرت عیسیٰ اور حضرت ادریس علیہما السلام آسمان میں۔

سوال نمبر 150: انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد لوگوں میں سب سے افضل کون فقہ اکبر کی روشنی میں بیان فرمائیں؟

جواب: انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد لوگوں میں سے سب سے افضل مولا صدیق اکبر پھر مولا فاروق اعظم پھر مولا عثمان غنی پھر مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنھم ہیں۔

سوال نمبر 151: افضل الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس عبارت کی شرح فقہ اکبر کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

جواب: یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کے بعد لوگوں میں سے افضل صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہوئے حالت شھود میں، بہر حال اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ روئے زمین پر تمام انبیاء کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ افضل ہیں تو جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے گے تب کون افضل ہو گا تو اس کا جواب دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے نبی بن کر تشریف لا چکے ہیں اگر چہ بعد میں آپ کا نزول ہو گا اور بعید نہیں کہ کہا جائے کہ امام صاحب نے بعدیت زمانہ مراد لیا ہو۔

سوال نمبر 152: مولیٰ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ جہالیت میں کیا نام تھا نیز آپ کا شجرہ نسب بیان فرمائیں؟

جواب: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ جاہلیت میں نام عبد الکعبہ تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام عبد اللہ رکھا نیز آپ کا شجرہ نسب یہ ہے ابو قحافہ عثمان بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ کعب ابن لوی بن غالب بن فھر قرشی تیمی۔

سوال نمبر 153: صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو صدیق کہنے کی وجہ تسمیہ بیان فرمائیں؟

جواب: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چار وجوہات کی وجہ سے صدیق کہا جاتا ہے:

(1) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کثرتِ سچائی کی وجہ سے (2) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق ہونے کی وجہ سے (3) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصدیق کے قوی ہونے کی وجہ سے (4) اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام میں سبقت لانے کی وجہ سے۔

اور آپ تمام اولیاء اولین، اخرین سے افضل ہیں۔

سوال نمبر 154: خلیفہ بنانے اور نہ بنانے میں مولیٰ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کا معنی بیان فرمائیں؟

جواب: حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں خلیفہ بناؤں تو تحقیق جو مجھ سے بہتر تھے انہوں نے بھی خلیفہ بنایا تھا یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور اگر میں خلیفہ نہ بناؤں تو تحقیق جو مجھ سے افضل ہیں انہوں نے بھی خلیفہ نہ بنایا، اس سے آپ کی مراد کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھ کر کسی کو خلیفہ نہیں بنایا جبکہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عہد مکتوب کے ذریعے خلیفہ بنایا تھا۔

سوال نمبر 155: کس صحابی رسول نے اپنے لئے ولایت کا مطالبہ کیا تھا نیز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت نہ کی؟

جواب: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے لئے ولایت کا مطالبہ کیا تھا، لیکن بعد میں آپ نے بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کر لی تھی۔

سوال نمبر 156: افضل الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس عبارت میں الناس کی قید کیوں لگائی؟

جواب: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کو الناس کے ساتھ مقید کیا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام لوگوں سے افضل ہیں نہ کہ خواص ملائکہ سے کیونکہ خواص ملائکہ جیسے جبریل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل علیہم السلام اور حاملان عرش، ملائکہ مقربین عام مؤمنین سے افضل ہیں اگرچہ ان سب کا مرتبہ انبیاء کرام اور مرسلین سے کم ہے لیکن بشمول صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام مؤمنین سے افضل ہیں۔

سوال نمبر 157: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شجرہ نسب بیان فرمائیں نیز آپ کو فاروق کہنے کی وجہ بھی بیان فرمائیں؟

جواب: عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزی بن ریاح بن عبد اللہ بن قرط بن ذراح بن عدی بن کعب قرشی عدوی،

آپ کو فاروق کہنے کی دو وجہ ہیں:

(1) کیونکہ آپ حق و باطل کے مابین فرق کرنے میں انتہاء درجے کو پہنچے ہوئے ہیں جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک حضرت عمر کی زبان پر حق جاری ہوتا ہے (2) یا آپ منافق اور مؤمن کے مابین فرق کرنے والے تھے۔

سوال نمبر 158: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شجرہ نسب بیان فرمائیں نیز آپ کو ذوالنورین کہنے وجہ بھی شرح فقہ اکبر کی روشنی میں واضح فرمائیں؟

جواب: حضرت عثمان بن عفان بن عاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی قرشی اموی،

آپ کو ذوالنورین کہنے کی دو وجہ ہیں (1) کہ آپ کے نکاح میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو شہزادیاں آئیں، سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میری اور بھی بیٹی ہوتی تو ضرور اس کا نکاح بھی انہیں سے کروادیتا۔ یہ ایسی فضیلت تھی جو حضرت آدم علیہ السلام سے قیامت تک کسی کو حاصل نہ ہوئی نہ ہوگی،

(2) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ایک مرتبہ دعا کی جبکہ آپ کے لئے دو مرتبہ دعا فرمائی۔ (دعا سے غالباً جنت کی بشارت مراد ہے واللہ اعلم ورسولہ اعلم)

سوال نمبر 159: مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شجرہ نسب بیان فرمائیں نیز مشکل مسائل میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کن سے رجوع فرمایا کرتے تھے؟

جواب: حضرت علی بن ابو طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی قرشی،

بڑے بڑے صحابہ کرام علیہم الرضوان مشکل مسائل میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رجوع فرمایا کرتے نیز آپ کے فتوے پر ہی عمل کرتے کیوں نہ ہو کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں علم کا شہر اس کا دروازہ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور فرمایا تمہارے قاضی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

سوال نمبر 160: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت پر کن دلائل سے استدلال کیا گیا؟

جواب: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حالت مرض میں آپ کو مصلی امامت پر قائم فرمانا، اس سے آپ کی افضلیت کا استدلال کیا گیا ہے کہ امامت کا زیادہ حق دار وہی ہے جو زیادہ افضل ہو، نیز اکابر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا فرمان کہ جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کے لئے منتخب فرمایا تو کیا ہم ان کو اپنی دنیا کے لئے پسند نہ کریں، اور جمہور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر اجماع ہے، اور خلاصہ میں ہے کہ اگر دو شخص فقہ اور تقوی میں برابر ہو مگر ایک قاری ہو ،اہل مسجد اس قاری کے بجائے دوسرے کو آگے کر دیں تو تحقیق انہوں نے برا کیا اسی طرح خلافت کا معاملہ ہے فافہم۔

سوال نمبر 161: خلفاء راشدین میں سے کن کی فضیلت پر اہل سنت کا اتفاق ہے ؟

جواب: شیخین کی فضلیت پر تمام اہل سنت کا اتفاق ہے بہر حال حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فضیلت پر اکثر اہل سنت کا اتفاق ہے جبکہ بعض اہل کوفہ وبصرہ نے اختلاف کیا ہے بہر کیف جمہور کا مؤقف ہی اصح ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہیں۔

شرح عقائد میں ہے کہ اگر افضیلت سے مراد کثرت ثواب ہے تب تو توقُّف کیا جائے گا ہاں اگر معروف معنی مراد ہے تب تو اس میں کوئی توقف نہیں۔

سوال نمبر 162: کونسے صحابی مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فضیلت دیتے تھے نیز کونسے تابعی بزرگ نے اس مؤقف سے بعد میں رجوع فرمالیا تھا؟

جواب: حضرت ابو طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فضیلت دیتے نیز حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہ ہی مؤقف تھا لیکن بعد میں آپ رحمہ اللہ نے اس مؤقف سے رجوع فرمالیا تھا۔

سوال نمبر 163: ملا علی قاری رحمہ اللہ حضرت صدیق اکبر اور مولیٰ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی فضیلت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب: فرمایا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت قطعی ہے اور مولیٰ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت ظنی ہے مگر ایسی کہ جس میں کسی سنی کو اختلاف نہیں۔

سوال نمبر 164: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر مشاورت و اجماع کس جگہ ہوا نیز مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کب کی نیز تاخیر کی وجہ بھی لکھے ؟

جواب: صحابہ کرام علیہم الرضوان بنو ساعدہ کے چھپڑ میں جمع ہوئے تھے وہی پر مشاورت ہوئی اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا آپ کی خلافت پر اجماع ہوا، نیز مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تھوڑا عرصہ گزار کر تمام لوگوں کے سامنے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی کیونکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس وقت غور و فکر اور اجتہاد کا وقت نہ ملا کیونکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے بہت زیادہ غمگین تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل و کفن و دفن کی تمام ذمہ داریاں بھی آپ کے سپرد تھیں۔

نوٹ: رافضیوں کا کہنا کہ آپ نے تقیۃً بیعت کی غلط ہے کیونکہ تقیہ صرف اسی کو معلوم ہوتا ہے جو اس میں مبتلاء ہوتا ہے تو ان شیعیوں کو کہاں سے علم غیب آ گیا۔ اور اگر مان بھی لیا جائے تب بھی ایک کے مخالف ہونے کی وجہ سے جماعت کے اجماع میں کوئی فرق نہیں پڑتا، کیونکہ زیادہ سے زیادہ یہ ہی تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لئے دعوی کرتے یا اپنے حق ہونے کو گمان کرتے بغیر کسی دلیل کے۔

سوال نمبر 165: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے نام کیا خط لکھا تھا؟

جواب: آپ نے لکھا کہ: میں ایسی حالت میں عہد لکھ رہا ہوں جس میں حالت میں فاجر نیک اور کافر مؤمن ہو سکتا ہے یعنی حالت ہوش میں، بے شک میں تم پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بناتا ہوں بیشک وہ اچھی سیرت والے ہیں اور میں نے ان سے خیر کا ہی ارادہ فرمایا اگر ایسا نہ ہو تو عنقریب جان لیا جائے گا ظالم کس جگہ پلٹا کھاتے ہیں۔

سوال نمبر 166: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد خلافت کا معاملہ کن کے سپرد کیا گیا

جواب: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد خلافت کا معاملہ آپ کی بنائی ہوئی شوری کے سپرد کیا گیا، یہ چھ حضرات حضرت عثمان غنی، مولیٰ علی، عبد الرحمن بن عوف، طلحہ، زبیر، سعد بن ابو وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنھم تھے۔

سوال نمبر 167: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد خلافت کا معاملہ کس کے سپرد کیا گیا؟

جواب: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد خلافت کا معاملہ ایسے ہی چھوڑ دیا گیا یہاں تک کہ مہاجر و انصار صحابہ کرام علیہم الرضوان مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوئے آپ سے خلافت کو قبول کرنی کی عرض و معروض کی تو سب نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی کیونکہ اس وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی خلافت کے زیادہ حق دار تھے۔

سوال نمبر 168: جو تمام خلفاء راشدین کی فضلیت و خلافت کا اعتراف کرتا ہوں مگر سب سے بڑھ کر محبت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کرے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: امام کردری المناقب میں فرماتے ہیں انشاء اللہ ایسے شخص پر کوئی مواخذہ نہ کیا جائے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی وجہ سے کہ فرمایا: اے مولیٰ بیویوں کے مابین یہ میری تقسیم کاری ہے جس کا میں مالک ہوں بہر حال جس کا میں مالک نہیں اس میں میرا مواخذہ نہ فرمانا۔

سوال نمبر 169: مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلین کو کیوں قتل نہ فرمایا؟

جواب: کیونکہ وہ لوگ باغی تھے چونکہ باغی کے لئے ایک سہارا اور تاویل ہوتی ہے لہذا اس لئے ان کو قتل نہ فرمایا کیونکہ یہ لوگ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل میں تاویلیں کرتے تھے۔

سوال نمبر 170: جنگ صفین وجمل میں کون حق پر تھا؟

جواب: ان جنگوں میں جو ان حضرات قدسیہ کی آپس میں ہوئی بیشک مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے مگر بقیہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنانا بلکل رواں نہیں کیونکہ وہ سب خطائے اجتہادی پر تھے بمطابق حدیث کے خطائے اجتہادی پر بھی مجتہد مستحق ثواب ہے۔

سوال نمبر 171: خلافتِ نبوت کتنے سال تھی نیز تمام کی خلافت کی مدت کو الگ الگ بیان فرمائیں؟

جواب: خلافت نبوت 30 سال رہی:

(1) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو سال تین ماہ، (2) اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ساڑھے دس سال، (3) اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارہ سال رہی (4) نیز مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چار سال نو ماہ،

(5) اور امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چھ ماں خلافت رہی۔

نوٹ: اسلام کے سب سے پہلے بادشاہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کر دی تھی نیز مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد اہل عراق نے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی اور چھ ماہ بعد آپ نے خلافت مولیٰ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کر دی۔

سوال نمبر 172: لفظ عشرہ سے کون لوگ بغض رکھتے ہیں؟

جواب: شیعہ حضرات لفظ عشرہ اور ہر وہ شے جو دس پر مشتمل ہو اس سے بغض رکھتے ہیں یہ عشرہ مبشرہ صحابہ کرام میں سے فقط مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مانتے ہیں۔

کیسی عجیب بات ہے کہ لفظ نو سے محبت رکھتے ہیں حالانکہ یہ دس میں سے نو سے بغض رکھتے ہیں۔

یاد رہے اگر دنیا میں کوئی دس بڑے کافر بھی ہوتے تو بھی اس لفظ کو چھوڑنا لازم نہ ہوتا یہ تو پھر جنتی صحابہ ہیں،

سوال نمبر 173: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معاملہ ہمیشہ درست رہے گا جب تک خلافت قریش کے بارہ سرداروں میں رہے گی اس حدیث پاک میں بارہ سرداروں کے نام واضح فرمائیں جو بعد میں بنے؟

جواب: ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان بارہ سے مراد چار خلفاء راشدین، حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یزید، عبد الملک بن مروان اور اس کے چار بیٹے اور حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں،

نوٹ: یہ ملا علی قاری رحمہ اللہ سے تسامح ہوا ہے۔

سوال نمبر 174: غابرین علی الحق اس عبارت کی وضاحت فرمائیں نیز اس میں کن کا رد ہے؟

جواب: یعنی تمام خلفاء راشدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے اور بعد ہمیشہ حق پر قائم رہے جیسے سب زمانہ ماضی میں تھے، (1) **اس میں روافض کا رد ہے** یہ سوائے مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بقیہ تین کے بارے میں کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بدل گئے تھے یہاں تک کہا کہ سب مرتد ہو گئے تھے اور جو بھی فضائل ان کے احادیث میں وارد ہوئے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک ہی تھے،

(2) **اور خوارج کا رد ہے** کہ یہ کہتے ہیں کہ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے متبعین مرتد ہو گئے تھے کیونکہ یہ سب ایک مؤمن کے قتل کے مرتکب ہوئے۔ یاد رہے خوارج کے نزدیک گناہ کبیرہ کا ارتکاب بندے کو نکال اسلام سے دیتا ہے۔

سوال نمبر 175: تتولاھم جمیعا کا معنی بیان کرتے ہوئے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی فضیلت میں ایک حدیث و آیت بیان فرمائیں؟

جواب: ہم سب سے محبت کرتے ہیں یعنی ان میں سے کسی کو بھی گالی نہیں دیتے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی وجہ سے کہ میرے صحابہ کو گالی مت دو، نیز اللہ قرآن میں فرماتا ہے:

سوال نمبر 176: خلافت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کی صحابیت کے منکر کا حکم بیان فرمائیں؟

جواب: آپ کی خلافت کا انکار کفر فقہی ہے اور آپ کی صحابیت کا انکار کفر کلامی ہے کہ آپ کی صحابیت قرآن سے ثابت ہے۔

سوال نمبر 177: ولانذکر الصحابة الا بخیر اس عبارت کی شرح فقہ اکبر کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

جواب: ہم تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ذکر خیر سے ہی کرتے ہیں اگر چہ ان میں سے بعض سے خطائے اجتہادی ہوئیں یہ سب عناد و اصرار کی وجہ سے فساد پر نہ تھے بلکہ ان کا خیر کی طرف ہی لوٹنا تھا یہ ہمارا ان سے حسن ظن ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیر القرون قرنی اور فرمایا جب میرے صحابہ کا تذکرہ ہو تو اپنی زبانوں کو کنٹرول میں رکھو او کما قال علیہ السلام جمہور علماء اسی بات کی طرف گئے ہیں کہ تمام صحابہ کرام عادل ہیں۔

سوال نمبر 178: مشاجرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بارے میں ہمارا کیا مؤقف ہے؟

جواب: اس میں ہمارا وہی مؤقف ہے جو آپ دس عقیدے کتاب میں پڑھ آئے کہ ابن دقیق العید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو بھی مشاجرات صحابہ کرام اور ان کے مابین اختلاف کے بارے میں من گڑھت باتیں نقل کی جاتیں ہیں سب باطل ہیں ان کی طرف توجہ نہ کی جائے اور جو صحیح روایات ہیں تو ہم ان کی صحیح تاویلیں کر چکے کیونکہ ان اشخاص کی اللہ ورسول نے ثناء بیان فرمائی ہے پس مشکوک و موہوم باتیں محقق و معلوم کو کسی طرح باطل نہیں کر سکتی۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ یہ وہ خون ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں کو پاک فرما دیا تو بھلا ہم کیوں اپنی زبانوں کو ملوث کریں، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے جب مولیٰ علی و مائی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ: یہ ایک امت ہے کہ گزر چکی ان کے لئے ہے جو انہوں نے کمایا اور تمہارے لئے ہے جو تم کماؤ اور ان کے کاموں کی تم سے پرسش نہ ہو گی۔

امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ ہوتے تو ہم خوارج کی پہچان نہ کر پاتے۔

لایکفر مسلم بذنب مالم یستحلہ

سوال نمبر 179: کسی مسلمان کو کس وقت تک کافر نہیں کہا جا سکتا؟

جواب: ہم کسی مسلمان کو کسی گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے کافر نہیں کہتے اگر چہ وہ گناہ کبیرہ ہو جب تک کہ وہ اس گناہ کے حلال ہونے کا اعتقاد نہ کرلے، یاد رہے گناہ سے مراد وہ گناہ ہے جو دلیل قطعی سے ثابت ہو۔

سوال نمبر 180: گناہ کبیرہ کے مرتکب کے بارے میں خوارج و معتزلہ کا عقیدہ بیان فرمائیں؟

جواب: خوارج کا عقیدہ: گناہ کبیرہ کا مرتکب اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

معتزلہ کا عقیدہ: گناہ کبیرہ کا مرتکب ایمان سے نکل جاتا ہے لیکن کفر میں داخل نہیں ہوتا یعنی یہ ایمان و اسلام کے مابین ایک تیسرا درجہ ثابت کرتے ہیں حالانکہ یہ مرتکب کبیرہ کے ہمیشہ جہنم میں رہنے پہ متفق ہیں۔

سوال نمبر181: کیا شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالی دینا کفر ہے؟

جواب: تمہید شکور سالمی کی تمہید میں ہے کہ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالی دینا کفر نہیں کہ حدیث پاک میں فرمایا کسی مسلمان کو گالی دینا فسق ہے تو اس حکم میں سب برابر کے مکلف ہیں چاہے شیخین کریمین ہی کیوں نہ ہو، نیز اہل سنت کے ہاں بالفرض اگر کوئی شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو شہید بھی کر دے تب بھی کافر نہ ہو گا جبکہ گالی دینا تو قتل سے کم ہے ہاں اگر گالی دینے یا قتل کرنے کو حلال سمجھے تو یقیناً کافر ہو جائے گا۔

سوال نمبر182: کیا معتزلہ اللہ تعالیٰ کی صفات کی وجہ سے کافر ٹھہریں گے؟

جواب: یاد رہے کہ فسق و عصیان ایمان کو زائل نہیں کرتے اسی طرح گمراہیت بھی ایمان و معرفت کو زائل نہیں کرتی جیسے معتزلہ کا اللہ کی صفات کا انکار کرنا اور اللہ کے بندوں کے افعال کے خالق ہونے کا انکار کرنا، جنت میں اللہ کی زیارت کے جواز کا انکار کرنا کفر نہیں کیونکہ ان سب کی تاویل کی جا سکتی ہے اگرچہ فاسد ہی کیوں نہ ہو ہاں اگر معتزلہ اللہ کے لئے جسم ثابت کریں ،اور اللہ کے جزئیات کو جاننے سے انکار کریں تو بالاجماع ان کی تکفیر کی جائے گی۔

سوال نمبر183: صحابہ کرام علیہم الرضوان کو کس وقت گالی یا طعن کرنا کفر ہے؟

جواب: جب ان کو گالی دینا یا ان کے بارے میں طعن کرنا دلائل قطعیہ کے مخالف ہو تو کفر ہے جیسے اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگانا ورنہ ان کو گالی دینا بدعت و فسق ہے۔

سوال نمبر184: کیا یزید پر اس لئے لعنت کرنا جائز ہے کہ یہ قاتل امام حسین ہے یا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنے کا حکم دینے والا تھا؟

جواب: یہ بلکل ثابت نہیں اور یہ جائز بھی نہیں کہ یوں کہا جائے: یزید قاتل امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے یا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنے کا حکم دینے والا ہے چہ جائے کہ یزید پر لعنت کی جائے کیونکہ ہم بغیر تحقیق کے کسی مسلمان کو گناہ کبیرہ کی طرف منسوب نہیں کر سکتے ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ابن ملجم نے مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا، ابو لؤلؤ نے مولیٰ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا، کیونکہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا حکم دینا کفر کو لازم نہیں کرتا یہ امام غزالی علیہ الرحمہ کے کلام کا خلاصہ تھا جبکہ ہم یزید کے معاملے میں سکوت اختیار کرتے ہیں۔

سوال نمبر185:نسمیه مؤمنا حقیقة اس عبارت کی شرح اکبر کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

جواب: ہم مرتکب کبیرہ کو حقیقی طور پر ہی مؤمن کہتے ہیں نہ کے مجازی طور پر، کیونکہ ایمان تصدیق بالجنان اور اقرار باللسان کا نام ہے۔

سوال نمبر186: عمل بالارکان کا حکم بیان فرمائیں؟

جواب: اس بارے میں تین مذاہب ہیں:

(1)**اہلسنت کے نزدیک:** عمل بالارکان کمالِ ایمان اور جمالِ احسان سے ہے کہ نیک اعمال سے ایمان کامل ہوتا ہے۔

(2)**خوارج کے نزدیک:** عمل بالارکان ایمان کے لئے شرط ہے۔

(3)معتزلہ کے نزدیک: عمل بالارکان ایمان کا حصہ ہے۔

سوال نمبر187:یجوز ان یکون مؤمنا فاسقا غیر کافر اس عبارت کی وضاحت فرمائیں؟

جواب: یعنی جائز ہے کہ کوئی شخص اقرار و تصدیق کے ذریعے مؤمن تو ہو لیکن گناہ کبیرہ کے ارتکاب کی وجہ سے فاسق ہو لیکن کافر نہ ہو۔

سوال نمبر188: معتزلہ کے رئیس کا واقعہ تفصیلاً بیان فرمائیں؟

جواب: معتزلہ کا رئیس واصل بن عطاء حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا شاگرد تھا بعد میں آپ کی مجلس سے جدا ہو گیا تھا اس نے یہ عقیدہ گڑھا تھا کہ مرتکب کبیرہ نہ مؤمن ہے اور نہ مسلمان، اور اس نے ایمان و کفر کے مابین تیسرا درجہ ثابت کیا تو حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تحقیق واصل ہم سے جدا ہو گیا تب سے اس کو لوگ معتزلہ کہنا شروع ہوئے حالانکہ معتزلہ اپنے آپ کو اہل توحید اور اصحاب عدل کہتے تھے (جیسے آج کل دیوبندی "شیطان کا گروہ" اور وھابی کہتے ہیں) اپنے اس قول کی وجہ سے کہ نیکوکار کو ثواب دینا اور گنہگار کو عذاب دینا اللہ پر واجب ہے اور اللہ تعالیٰ سے صفات قدیمہ کی نفی کرتے تھے

سوال نمبر189: امام ابو الحسن اشعری اور ابو علی جبائی کا واقعہ بیان فرمائیں نیز طبقہ اسلام فن فلسفہ میں کب داخل ہوا؟

جواب: شیخ ابو الحسن اشعری رحمہ اللہ اپنے استاذ ابو علی جبائی کے پاس پڑھتے تھے لیکن جب آپ کو اس کے عقیدے کے بارے میں پتا چلا تو آپ نے اس کو چھوڑ دیا، ہوا کچھ یوں کہ آپ نے ابو علی جبائی سے ایک دن پوچھا کہ آپ ان تین بھائیوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں جن میں سے ایک نیکوکار تھا دوسرا گناہ گار تیسرا چھوٹا تھا تینوں مر گئے تو جواب دیا: جو نیک تھا اس کو جنت

عطا کی جائے گی اور جو گنہگار تھا اس کو جہنم میں ڈالا جائے گا اور تیسرے کو نہ عذاب ہو گا نہ ثواب، تو آپ رحمہ اللہ نے پھر سوال کیا کہ اگر تیسرے نے رب کی بارگاہ میں عرض کر دیا کہ اے میرے رب! تو نے مجھے کیوں بچپن میں موت دے دی، مجھے کیوں نہ باقی رکھا کہ میں بڑا ہو تا نیک اعمال کرتا تو جنت میں داخل ہو جاتا؟ تو ابو علی جبائی نے کہا کہ اللہ فرمائے گا: میں تیرے بارے میں جانتا تھا کہ تو اگر بڑا ہوتا تو گناہ کرتا پس تو جہنم میں داخل کیا جاتا لہذا یہ ہی مناسب تھا کہ تجھے بچپن میں ہی موت دی جائے ، پھر حضرت ابو الحسن اشعری نے سوال کیا: اگر گنہگار نے رب کی بارگاہ میں یہ عرض کر دی کہ تو نے مجھے کیوں نہ بچپن میں موت دی کہ میں گناہ ہی نہ کرتا اور نہ جہنم میں داخل ہوتا تو جبائی مبہوت ہو گیا تب آپ رحمہ اللہ نے اس کو چھوڑ دیا پس معتزلہ کے عقائد کے ابطال میں اور جس کے بارے میں احادیث وارد ہوئیں ہیں اس کے اثبات میں لگ گئے، پس اس وقت آپ کو اور آپ کے متبعین کو اہل سنت والجماعت کہا جانے لگا۔

جب فلسفہ عربیوں میں آیا تو طبقہ اسلام نے بھی فلاسفہ کا رد کرنے کے لیے فلسفہ میں غور و خوض شروع کر دیا۔

سوال نمبر 190: امام اعظم رحمہ اللہ کو مرجئیہ کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: آپ کو مرجئیہ اس لئے کہتے ہیں کہ آپ نے صاحب گناہ کبیرہ کا معاملہ اللہ کی طرف مؤخر کر دیا ہے یعنی آپ رحمہ اللہ امید کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے فضل سے بخش دے گا۔

سوال نمبر 191: غنیہ میں ہے حضور غوث الاعظم رحمہ اللہ نے غیر ناجیہ فرقوں کا ذکر فرمایا تو انہی میں ایک فرقہ حنفیہ کا بھی ذکر فرمایا جو امام اعظم رحمہ اللہ کے پیروکار ہیں اس کا ملا علی قاری رحمہ اللہ کیا جواب دیتے ہیں؟

جواب: یہ قول فاسد ہے اگر مان بھی لیا جائے تو یہ معتزلہ کے بارے میں فرمایا تھا جو اپنے آپ کو حنفی بھی کہتے تھے۔

سوال نمبر 192: مرجئیہ کا مذہب بیان فرمائیں؟

جواب: مرجئیہ کا مذہب ہے کہ: جہنمی جب جہنم میں داخل ہوں گے تو یہ جہنم میں ایسے ہوں گے جیسے مچھلی پانی میں ہوتی ہے ہاں کافر اور مؤمن میں فرق یہ ہو گا کہ مؤمنین جنت میں نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے کھائیں گے پئیں گے اور جہنمی جہنم میں ہوں گے لیکن کھائیں پئیں گے نہیں، یاد رہے یہ قول باطل اور قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔

سوال نمبر 193: جہمیہ کا عقیدہ بیان فرمائیں نیز یہ کس حدیث سے استدلال کرتے ہیں اس حدیث کا جواب بھی بیان فرمائیں؟

جواب: جہمیہ کا عقیدہ: کہ اہل جہنمی فناء ہو جائیں گے کہ حدیث پاک میں ہے: جہنم پر ایک دن ایسا آئے گا کہ ہوائیں جہنم کے دروازے کھٹکھٹائیں گی درانحال کے اس میں کوئی نہ ہوگا۔

اس کا جواب: کہ اس حدیث کی تاویل کی جاتی ہے تاکہ نصوص قاطعہ کے معارض نہ آئے وہ یہ کہ جہنم سے جہنم کا ایک طبقہ مراد ہے جو خاص ہے گنہگار مؤمنین کے ساتھ تو جب ان کو نکال کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا تو جہنم کے اس طبقے میں کوئی نہ باقی بچے گا تو اس کے بارے میں مذکورہ حدیث وارد ہوئی ہے۔

ذکر بعض من عقائد اهل سنة

سوال نمبر 194: فقہ اکبر کی روشنی میں بعض عقائد اہل سنت بیان فرمائیں؟

جواب: موزو پر مسح کرنا، رمضان کے مہینے میں تراویح پڑھنا، ہر نیک و فاجر کے پیچھے نماز پڑھنا۔

سوال نمبر 195: موزو پر مسح کی مدت بیان فرمائیں نیز اس کے ثابت ہونے پر کوئی دلیل ذکر فرمائیں؟

جواب: مقیم کی مدت ایک دن اور ایک رات اور مسافر کی تین دن اور تین راتیں ہیں نیز موزو پر مسح حدیث پاک سے ثابت ہے بعید نہیں کہ وہ حدیث متواترہ ہو اور اس کا ثبوت قرآن سے بھی ممکن ہے وہ یوں کہ ارجلکم میں دو قراءتیں ہیں اگر ارجلکم میں لام کو فتح کے ساتھ پڑھا جائے تو مراد دھونا ہے اور اگر لام کو کسرہ کے ساتھ پڑھے تو مراد مسح کرنا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں قراتوں پر عمل کر کے وضاحت فرمادی کہ موزے پہنے ہونے کی صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح فرمایا ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاؤں مبارک دھوئے۔

سوال نمبر 196 : تراویح کہاں سے ثابت ہے نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کی جماعت کو کیوں ترک فرمایا؟

جواب: تراویح بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند راتیں نماز تراویح ادا فرمائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو وجہ سے تراویح کی جماعت ترک فرمادی:

(1) اپنی امت پر شفقت فرماتے ہوئے کہ کہیں واجب نہ ہو جائے۔

(2) عام لوگوں کی وجہ سے کہ کہیں اس کو واجب نہ گمان کر لیں۔

بہر حال حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان کہ کتنی ہی اچھی بدعت ہے یہ تراویح کی جماعت کے بارے میں فرمایا تھا کہ لوگ پہلے اکیلے پڑھتے تھے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب کو ایک امام کے پیچھے جمع فرمادیا، اور ان کے فرمان پر کیوں نہ عمل ہو کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر میری اور خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے اور فرمایا میری بعد ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اقتداء کرو، اس میں روافض کا بھی رد ہے یاد رہے جہاں بھی صحابہ کرام بشمول شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بات ہو گی وہاں روافض کا رد ہو گا اور جہاں مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ ہو گا وہاں خوارج کا رد ہو گا۔

سوال نمبر 197: فاجر کے پیچھے پڑھی نماز کے متعلق حکم بیان فرمائیں؟

جواب: ملا علی قاری رحمہ اللہ تو یہ ہی فرماتے ہیں کہ اس نماز کا اعادہ نہیں کیا جائے گا اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ ولید بن عقبہ بن ابو معیط کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے حالانکہ یہ شرابی تھا یہاں تک اس نے ایک دن فجر کی چار رکعتیں پڑھا دی تو پوچھا شائد میں نے آج چار پڑھا دی ہیں تو ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: باشو توسی پڑھائی جاؤ اسی تے جیدو دی تاڈی پیچھے پڑھ دے پہ ہاں دو توزیادہ ہی پڑھ دے پہ ہاں یعنی ہم جب سے آپ کے پیچھے پڑھ رہے ہیں دو سے زیادہ ہی پڑھ رہے ہیں۔

یاد رہے یہ ملا علی قاری رحمہ اللہ کا عندیہ ہے ورنہ ہمارے نزدیک اس نماز کا اعادہ لازم ہے اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتنوں کی وجہ سے اس کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اور بالیقین بعد میں اعادہ بھی فرماتے ہوں گے۔

سوال نمبر 198: جب امام اعظم سے مذھب اہل سنت والجماعت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے کیا فرمایا؟

جواب: جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اہل سنت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: تو شیخین کو فضیلت دے اور ختنین سے محبت کر اور موزوں پر مسح کو جائز جان اور ہر نیک اور فاجر کے پیچھے نماز پڑھ لے۔

یعنی جب کوئی نیک شخص نہ ملے تو کسی شیعہ یا وھابی و دیوبندی کے پیچھے پڑھنے کی بجائے سنی فاسق کے پیچھے پڑھ لے۔

سوال نمبر 199: موزوں پر مسح والی حدیث کے منکر کا حکم شرح فقہ اکبر کی روشنی میں بیان فرمائیں؟

جواب: جو شخص موزوں پر مسح والی حدیث کا انکار کرے اس پر کفر کا خوف ہے کیونکہ یہ حدیث پاک خبر متواتر کے قریب ہے۔

سوال نمبر 200: ولا نقول ان المؤمن لا تضرہ الذنوب، و انہ لا یدخل النار اس عبارت کی فقہ اکبر کی روشنی میں مکمل وضاحت فرمائیں؟

جواب: ہمارا یہ اعتقاد نہیں کہ مؤمن کو اس کے گناہ نقصان نہیں دیتے اور نہ مؤمن جہنم میں داخل ہو گا جیسے کہ مرجئہ کہتے ہیں اور ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ گنہگار مؤمن ہمیشہ جہنم میں رہے گا اگرچہ فاسق ہو اور دنیا سے ایمان کی حالت میں گیا ہو یعنی مؤمن کو اس کے گناہ بھی نقصان دیتے ہیں ان کی وجہ سے جہنم میں جائے گا مگر ہمیشہ کے لئے نہیں برخلاف معتزلہ کے: ان کے

نزدیک کبیرہ کا مرتکب نہ مؤمن ہے نہ کافر، یعنی ہم ان مذکورہ بیان کردہ چیزوں کے برعکس عقیدہ رکھتے ہیں کہ گنہگار مؤمن کا معاملہ اللہ کی مشیت پر ہے چاہے تو بخش دے چاہے تو عقاب فرمائے اور گنہگار مؤمن اپنے گناہوں کی سزا پوری کر کے ہمیشہ کے لئے جنت میں رہے گنہگار جہنم میں زیادہ سے زیادہ دنیا کی عمر جتنا ہی رہے گا یعنی سات ہزار سال۔

سوال نمبر201: تکذیب کی علامات بیان فرمائیں؟

جواب: جیسے بت کو سجدہ کرنا، مصحف شریف کو گندگی پہ پھینکنا، کلمہ کفر بکنا وغیرہ اور جو چیزیں دلائل سے کفر ثابت ہوں ہیں۔

سوال نمبر202: ولا نقول ان حسناتنا مقبولة و سئیاتنا مغفورة کقول المرجئة اس عبارت کی وضاحت فرمائیں؟

جواب: ہمارا یہ اعتقاد نہیں ہے کہ: ہماری نیکیاں قبول ہی قبول ہیں اور ہمارے گناہ بخشے بخشوائیں ہیں جیسے کہ مرجئیہ کہتے ہیں اور ہماری نیکیاں قبول کرنا اور گناہوں کو معاف کرنا اللہ پر واجب نہیں۔

سوال نمبر203: نقول: من عمل حسنة بشرائطها خالیة عن العیوب المفسدة و المعانی المبطلة ولم یبطلها حتی خرج من الدنیا فان اللہ لایضیعها بل یقبلها منه و یثیبه علیها اس عبارت کا ترجمہ کریں؟

جواب: ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ: جو بندہ کوئی نیکی کرے اس کے شرائط کے ساتھ، وہ نیکی فاسد کرنے والے عیوب سے اور باطل کرنے والی صفات سے خالی ہو اور ان کو کسی طرح باطل نہ کرے یہاں تک کہ دنیا سے چلا جائے تو بیشک اللہ تعالیٰ اس کے اجر کو ضائع نہیں فرمائے گا بلکہ اس کو قبول فرمائے گا اور اس پر اس بندے مؤمن کو ثواب عطا فرمائے گا۔

سوال نمبر204: اعمال کو کون کونسی چیزیں باطل کر دیتی ہیں؟

جواب: تین چیزیں عمل کو باطل کر دیتی ہیں کفر و شرک و خود پسندی اور ریاء کاری۔

سوال نمبر205: الحسد یأکل الحسنات کما تأکل النار الحطب اس حدیث کی شرح فقہ اکبر کی روشنی میں تأویل بیان فرمائیں؟

جواب: اس کی تأویل یہ ہے کہ اکثر حسد حاسد کو محسود کی بانسبت گناہوں پر ابھارتا ہے پس حاسد نے جو نیکیاں آنے والے دن میں کرنی تھی وہ محسود کو دے دی جاتی ہیں یعنی اس حاسد سے نیکی کی توفیق لے لی جاتی ہے۔

سوال نمبر206: کن کن گناہوں کو اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا؟

جواب: کفر وشرک کو اللہ تعالیٰ کسی صورت میں معاف نہ فرمائے گا اس کے علاوہ ہر گناہ اس کی مشیت پر ہے چاہے تو بخش دے چاہے تو عذاب فرمائے۔

سوال نمبر 207: گنہگار مؤمن جنت میں جائے گا یا جہنم میں؟

جواب: گنہگار مؤمن اپنی سزا پوری کر کے ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہے گا اللہ تعالیٰ اس کو ہمیشہ جہنم میں نہ رکھے گا۔

سوال نمبر 208: الریاء اذا وقع فی عمل من الاعمال اس عبارت کی وضاحت فرمائیں؟

جواب: جب کسی عمل میں ریاء کاری واقع ہو جاتی ہے تو اس عمل کے اجر کو باطل کر دیتی ہے اور اسی طرح خود پسندی بھی اجر کو باطل کر دیتی ہے۔

آیات الانبیاء وکرامات الاولیاء حق

سوال نمبر 209: والایات للانبیاء والکرامات للاولیاء حق اس عبارت میں آیات اور حق سے کیا مراد ہے

جواب: ہم اہلسنت کے نزدیک: انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات اور اولیاء کرام کی کرامات حق ہیں یہاں آیات سے مراد خارق عادت یعنی عادت کو توڑنے والے، جس کو معجزہ کہا جاتا ہے اور حق سے مراد یہ قرآن وحدیث سے ثابت ہیں اور اس میں معتزلہ اور بدعتیوں کی مخالفت کا کوئی اعتبار نہیں۔

سوال نمبر 210: معجزہ اور کرامت میں فرق واضح فرمائیں؟

جواب: معجزہ کہتے ہیں وہ خارق عادت کام جو چیلنج کے طور پر ہو جیسے مردوں کو زندہ کرنا اور پہاڑ کو غائب کرنا وغیرہ اور اس کا دعویٰ نبی ورسول ہی کر سکتا ہے۔

اور کرامت کہتے ہیں وہ خارق عادت کام جو چیلنج کے طور پر نہ ہو۔

یاد رہے ولی کی کرامت نبی کی سچائی کی علامت ہوتی ہے کیونکہ تابع کی کرامت متبوع کی کرامت ہوتی ہے، لہذا غیر خارق کام کو معجزہ نہیں کہا جائے گا جیسے سورج کا ہر روز مشرق سے طلوع ہونا، اور اسی طرح وہ خارق عادت کام جو دعوی کرنے والے کے خلاف ہو جائے جیسے جھوٹے دجالوں سے صادر ہوئے کہ بچے کو کہا میری تصدیق کرو لیکن وہ تکذیب کر دے۔

سوال نمبر 211: ولی کی تعریف بیان فرمائیں؟

جواب: وہ شخص جو اللہ اور اس کی صفات کی جس قدر ممکن ہو معرفت رکھتا ہو اور نیکیوں پر ہمیشگی اختیار کرنے والا ہو، گناہوں سے بچنے والا ہو، لذات وشہوات اور لغویات سے اعراض کرنے والا ہو۔

سوال نمبر 212: کرامت کے بارے میں معتزلہ اور شیعوں کا عقیدہ واضح فرمائیں؟

جواب: معتزلہ کرامت کے قائل نہیں کیونکہ ان میں کوئی ولی ہوا ہی نہیں جو ان اندھوں کو کرامات دیکھاتا اور شیعہ حضرات کرامات کو بارہ اماموں کے ساتھ ہی خاص کرتے ہیں حالانکہ اس خصوصیت پہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

سوال نمبر 213: امور شرعیہ کے علم کا کشف بہتر یا امور کونیہ کا کشف بہتر وجہ کے ساتھ وضاحت فرمائیں؟

جواب: امور شرعیہ کے علم کا ظاہر ہونا بہتر ہے کیونکہ امور شرعیہ کے معدوم ہونے سے دین میں نقصان ہو گا بخلاف امور کونیہ کے بلکہ بعض اوقات ان کا نہ ہونا نفع مند ہوتا ہے۔

سوال نمبر 214: مؤمن کی فراست کے بارے میں حدیث اور قرآن کی ایک بیان فرمائیں؟

جواب: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: مؤمن کی فراست سے بچو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ : بیشک اس میں نشانیاں ہیں فراست والوں کے لئے۔

سوال نمبر 215: فراست کی اقسام بیان فرمائیں؟

جواب: فراست کی تین قسمیں ہیں:

(1) **فراست ایمانیہ:** اس کے حصول کا سبب وہ نور ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے ولی کے دل میں ڈال دیتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں کو حاصل ہوتی ہے۔

(2) **فراست ریاضیہ:** یہ بھوک وجاگنے اور گوشہ نشینی سے حاصل ہوتی ہے یہ فراست مؤمن اور کافر میں مشترک ہے یہ اطباء اور خوابوں کی تعبیریں بیان کرنے والوں کو حاصل ہوتی ہے۔

(3) **فراست خلقیہ:** یہ بھی اطباء وغیرہ کو حاصل ہوتی ہیں کہ یہ لوگ تخلیق کے ذریعے خلق (خاء کے ضمہ ساتھ) پر استدلال کرتے ہیں جیسے آدمی کے سر کے چھوٹے ہونے سے اس کی عقل کے چھوٹے ہونے کا استدلال کرنا، اور بڑے ہونے سے عقل کے بڑے ہونے کا استدلال کرنا وغیرہ۔

سوال نمبر216:اما التی تکون لاعدائه مثل ابلیس و فرعون اس عبارت کی وضاحت کرتے ہوئے بتائے کہ دشمنوں سے ظاہر ہونے والے خوارق عادات کاموں کو کیا کہا جاتا ہے نیز اللہ تعالیٰ ان کی حاجات کو کیوں پورا فرماتا ہے؟

جواب: بہر حال وہ خارق عادت کام جو اللہ کے دشمنوں سے ظاہر ہوتے ہیں جیسے ابلیس کہ اس کے لئے زمین کو لپیٹ دیا گیا مشرق و مغرب میں جس کو چاہے وسوسے میں مبتلاء کر سکتا ہے اور اس کا انسان کی خون کی رگوں میں جاری ہونا وغیرہ اور جیسے فرعون کہ دریائے نیل اس کے حکم کے مطابق جاری ہوتا اور جب یہ اپنے محل پر جانے کا ارادہ کرتا تو اس کے گھوڑے کا پاؤں لنمبا ہو جاتا اور فورا پہنچ جاتا وغیرہ اور دجال کہ یہ کسی کو قتل کرے گا اور اس کو زندہ بھی کرے گا وغیرہ اور جو احادیث میں مروی ہیں ہم ان سے واقع ہونے والے خوارق عادات کاموں کو نہ معجزہ کہتے ہیں اور نہ کرامت بلکہ ہم ان کو استدراج و قضاء حاجات کہتے ہیں یہ خوارق عادات کام ان سے اس لئے صادر ہوتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کی حاجات کو بطور استدراج اور بطور سزاء کے پورا فرماتا ہے اور انہیں ڈھیل دیتا ہے پس یہ لوگ ان کو احسان سمجھ کر دھوکا کھا جاتے ہیں اور کفر و نافرمانی میں بڑھ جاتے ہیں۔

سوال نمبر217: ملا علی قاری رحمہ اللہ کے نزدیک فرعون زیادہ سخت ہے یا ابلیس نیز وجہ بھی بیان فرمائیں؟

جواب: ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فرعون ابلیس بھی سے زیادہ سخت ہے اور اس کی دو وجہیں ہیں:

(1) کہ فرعون نسل انسان سے ہے اور پھر بھی اس سے سرکشی ظاہر ہوئی جبکہ ابلیس نسل جن سے ہے اور جن سے عصیان کا ظہور بعید نہیں۔

(2) شیطان نے حقیر جانتے ہوئے غیر اللہ کے لئے سجدہ نہ کیا جبکہ فرعون نے تکبر کرتے ہوئے خدائی کا دعویٰ کیا۔

سوال نمبر218: کیا خارق عادت کام بطور اھانت بھی واقع ہو سکتا کسی واقعہ کے ساتھ واضح فرمائیں؟

جواب: جی ہاں ہو سکتا ہے جیسے مسیلمہ کذاب نے اندھے کے لئے دعا کی کہ اس کی آنکھ صحیح ہو جائے پس اس کی صحیح آنکھ بھی خراب ہو گئی جبکہ اس سے پہلے اس کو کم از کم ایک آنکھ سے تو نظر آتا تھا۔

سوال نمبر219: و کان اللہ خالقا قبل ان یخلق ،و رازقا قبل ان یرزق، اعراب لگا کر ترجمہ فرمائیں؟

جواب: ترجمہ: اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے بھی خالق تھا اور اسی طرح مخلوق کو رزق دینے سے پہلے بھی رازق تھا،

اعراب: وَ کَانَ اللہُ خَالِقاً قَبلَ اَن یَّخلُقَ ،وَ رَازِقاً قَبلَ اَن یَّرزُقَ۔

رؤیۃ اللّٰہ فی الآخرۃ

سوال نمبر220: آخرت میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کے بارے میں اہل سنت کا عقیدہ فقہ اکبر کی روشنی میں واضح فرمائیں؟

جواب: اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ: آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو گا اور مؤمنین جنت میں بلا تشبیہ اور بغیر کسی کیفیت (یعنی بغیر کسی صورت میں) اور کمیت (یعنی بغیر کسی ہیئت میں) اللہ تعالیٰ کا اپنے سر کی آنکھوں سے دیدار کریں گے اور اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے مابین کوئی مسافت نہ ہو گی یعنی قرب وبعد کی کوئی انتہاء نہ ہو گی اور نہ اتصال ہو گا نہ فصال اور نہ حلول ہو گا نہ اتحاد۔

سوال نمبر221 : آخرت میں اللہ تعالیٰ کے دیدار پر قرآن وحدیث سے کوئی ایک دلیل بیان فرمائیں؟

جواب: قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: وُجُوۡهٌ یَّوۡمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ کچھ منہ اس دن تروتازہ ہوں گے اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ اپنے رب کو دیکھتے ہوں گے۔ اور صحیحین میں ہے کہ: بیشک عنقریب تم اپنے رب کو چاند رات کے چاند کی طرح دیکھو گے اللہ کے دیدار میں تمہیں کوئی شے رکاوٹ نہ ہو گی۔

سوال نمبر222: کیا اللہ تعالیٰ کا دیدار اپنے سامنے ہو گا جیسے ہم ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا دیدار خارق عادت کے طور پر بغیر ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوئے ہو گا جیسے کہ حدیث پاک میں ہے کہ: اپنی صفوں کو پورا کرو بیشک میں تمہیں پیچھے سے ایسے ہی دیکھتا ہوں جیسے اپنے سامنے سے دیکھتا ہوں۔

سوال نمبر223: ہم اللہ تعالیٰ کے دیدار کو کن دلائل سے ثابت کرتے ہیں نیز کیا خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے اور کن کن بزرگوں کو ہوا چند کے نام بیان فرمائیں؟

جواب: امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اپنے مذہب کو ثابت کرنے میں ہم دلائل سمعیہ سے تمسک کرتے ہیں، خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے اور جن اولیاء کو ہوا ان کی ایک فہرست ہے جن میں سے چند یہ ہیں: امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ، امام احمد بن حنبل، امام شاہ بن شجاع کرمانی، امام کردی رحمھم اللہ وغیرہ۔

سوال نمبر224: اپنے کفر یا غیر کے کفر پر راضی رہنے کا حکم بیان فرمائیں؟

جواب: تحقیق اپنے کفر پر راضی رہنا کفر ہے اور کسی کے کفر پر راضی ہونا اس میں مشائخ کا اختلاف ہے اور اصح قول یہ ہی ہے کہ غیر کے کفر پر راضی رہنا کفر نہیں جبکہ وہ اس کفر کو پسند نہ کرتا ہو۔

تعریف الایمان

سوال نمبر225: والایمان ھو اقرار والتصدیق اس عبارت کی شرح فقہ اکبر کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

جواب: ایمان اقرار بالسان اور تصدیق باالجنان کا نام ہے، امام اعظم رحمہ اللہ کتاب الوصیہ میں فرماتے ہیں کہ اقرار باللسان اور تصدیق باالجنان کا نام ہی ایمان نہیں اگر ایسا ہوتا تو منافقین بھی ضرور مؤمن ہوتے اور اسی طرح فقط معرفت الٰہی ہی ایمان نہیں اگر ایسا ہوتا تو اہل کتاب ضرور مؤمن ہوتے یعنی ایمان اللہ تعالیٰ کا اقرار کرنے کے ساتھ ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا بھی ہے، فقط اللہ تعالیٰ کی معرفت ہی ایمان نہیں۔

سوال نمبر 226: کیا ایمان میں کمی زیادتی ممکن ہے؟

جواب: یادرہے مؤمنین سب کے سب ایمان و توحید میں برابر ہیں اور زمین (یعنی انبیاء کرام، اولیاء عظام اور تمام مؤمنین چاہے نیک ہوں یا بد) اور آسمان (یعنی فرشتے اور اہل جنت) والوں کے ایمان میں کمی زیادتی نہیں ہوتی، جیسا کہ امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ایمان کمی اور زیادتی کو قبول نہیں کرتا، ہاں معتزلہ کے ہاں ایمان میں کمی وزیادتی ہوتی ہے۔

سوال نمبر 227: متفاضلون فی الاعمال اس عبارت کی شرح فقہ اکبر کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

جواب: امام اعظم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مؤمنین اعمال میں احوال کے بدلنے کی وجہ سے ایک دوسرے سے افضل ہیں جیسا کہ کتاب الوصیہ میں فرمایا: عمل غیر ایمان ہے اور ایمان غیر عمل ہے اس کی دلیل یہ کہ اکثر اوقات مؤمن سے عمل اٹھ جاتا ہے تو یہ کہنا جائز نہیں کہ اس سے ایمان اٹھ گیا ہے، اور حائضہ سے نماز اٹھ جاتی ہے تو یہ کہنا جائز نہیں کہ اس سے ایمان اٹھ گیا ہے یا اس پر ایمان کو چھوڑنے کا حکم لگایا جائے بیشک شرع نے حائضہ کو حکم دیا کہ روزے چھوڑ دے بعد میں ان کی قضاء کرلے یہ نہیں فرمایا کہ ایمان چھوڑ دے اور بعد میں اس کی قضا کرلے، اور یہ کہنا تو جائز ہے کہ فقیر پر زکاۃ لازم نہیں بہر حال یہ کہنا جائز نہیں کہ فقیر پر ایمان لانا لازم نہیں، خلاصہ کلام کہ اہل سنت کے ہاں اعمال ایمان کے مغایر ہیں نہ ایمان کا حصہ ہیں نہ رکن جیسے معتزلہ کا عقیدہ ہے۔

علاقة الاسلام والایمان

سوال نمبر 228: اسلام کس چیز کا نام ہے؟

جواب: باطناً اپنے آپ کو جھکا دینا اور تسلیم کرلینا اور ظاہراً اللہ تعالیٰ کے احکام کو مان لینا اسلام ہے۔

سوال نمبر 229: اسلام اور ایمان میں کیا فرق ہے؟

جواب: ایمان اور اسلام ایک ہی شے ہے کہ ایمان بغیر اسلام کے نہیں اور اسلام بغیر ایمان کے نہیں یہ دونوں ایسے ہیں جیسے پیٹھ پیٹ کے ساتھ کہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے، ہاں لغوی طور پر ان میں فرق ہے لغوی طور پر ایمان نام ہے

تصدیق کا جیسا کہ اللہ فرماتا ہے: وَمَآ اَنۡتَ بِمُؤۡمِنٍ لَّنَا: اور آپ کسی طرح ہمارا یقین نہ کریں گے۔ اور اسلام مطلقاً اپنے آپ کو جھکا دینے اور تسلیم کرنے کا نام ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَہٗۤ اَسۡلَمَ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ طَوۡعًا وَّکَرۡہًا: اور اسی کے حضور گردن رکھے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں خوشی سے اور مجبوری سے۔ اور حدیث جبریل بھی ایمان و اسلام میں لغوی فرق پر شاھد ہے۔

سوال نمبر 230: دین کی تعریف بیان فرمائیں؟

جواب: دین ایسا اسم جو واقع ہوتا ہے ایمان و اسلام اور تمام شرعی احکام پر، یعنی دین تصدیق و اقرار اور قبول احکام کا نام ہے، امام اعظم رحمہ اللہ کی یہ مراد نہیں کہ دین کا لفظ ان میں سے ہر ایک پہ انفرادی طور پر واقع ہوتا ہے، یاد رہے اللہ کا دین ایک ہی ہے ہاں احکام و شرائع بدلتے رہتے ہیں۔

معرفتنا باللہ تعالیٰ

سوال نمبر 231: نعرف اللہ تعالیٰ حق معرفتہ کما وصف نفسہ فی کتابہ بجمیع صفاتہ اس عبارت کی مختصر وضاحت فرمائیں؟

جواب: ہم اللہ تعالیٰ کو پہچانتے ہیں جیسے اس کو پہچاننے کا حق ہے اور ہم ایسے ہی اللہ کو پہچانتے ہیں جیسے اس نے اپنے آپ کو اپنی تمام صفات کے ساتھ اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہے، نیز اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے جیسے ذات کا لفظ بولنا جائز ہے ایسے ہی لفظ نفس کو بھی بولا جا سکتا ہے۔

سوال نمبر 232: کیا کوئی اللہ کی کماحقہ عبادت کر سکتا ہے؟

جواب: کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی کماحقہ عبادت کرنے پر قادر نہیں جیسے وہ عبادت کا اہل ہے کیونکہ بندہ اللہ کا ذکر و شکر کرنے سے عاجز ہے جیسا کہ اللہ فرماتا ہے: وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ لَا تُحۡصُوۡہَا، ہاں بندہ اس کے حکم کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عبادت کر سکتا ہے جیسے اللہ نے حکم دیا۔

سوال نمبر 233: یستوی المؤمنون کلھم فی المعرفۃ و الیقین و التوکل و المحبۃ و الرضاء و الخوف و الرجاء و الایمان اس عبارت کی شرح فقہ اکبر کی روشنی میں مختصر وضاحت فرمائیں؟

جواب: یاد رہے تمام مؤمنین اللہ کی معرفت اور یقین یعنی امر دین میں، اور اللہ پر توکل کرنے میں، اور اللہ و رسول کی محبت میں، اور تقدیر و قضاء پر راضی رہنے میں اور اللہ کے غضب و سزا سے ڈرنے میں اور اللہ تعالیٰ سے رضاء و ثواب کی امید رکھنے میں

اور ایمان میں برابر ہیں، ہاں ایمان کے علاوہ بقیہ تمام معاملات مختلف ہیں کوئی فاجر تو کوئی ولی تو کوئی صوفی تو کوئی غوث تو کوئی ابدالیے تو کوئی قطب۔

سوال نمبر 234: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حق میں کیسے عادل ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر فضل کرنے والا اور عادل ہے کہ کبھی کبھی بندے پر فضل فرماتے ہوئے جتنے اجر کا وہ مستحق ہوتا ہے اس سے کئی گنا بڑھا کر عطا فرماتا ہے اور کبھی عدل کرتے ہوئے بندے کے گناہوں پر عقاب فرماتا ہے اور کبھی اپنے فضل سے معاف فرما دیتا ہے۔

شفاعة الانبیاء والمیزان والحوض

سوال نمبر 235: انبیاء کرام علیہم السلام اور بالخصوص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شفاعت کرنے کے بارے میں اہل سنت کا عقیدہ واضح فرمائیں؟

جواب: اہل سنت کے ہاں انبیاء کرام علیہم السلام کی شفاعت حق ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گنہگار مؤمنین اور اہل کبائر جو عقاب کے مستحق ہوں گے ان کی شفاعت کرنا حق اور ثابت ہے۔

سوال نمبر 236: کل قیامت کے دن انبیاء کرام کے علاوہ کون کون شفاعت کریں گے نیز شفاعت پر ایک حدیث اور قرآن کی آیت ذکر فرمائیں؟

جواب: قیامت کے دن علماء، اولیاء، شھداء اور فقراء اور مؤمنین کے بچے اور مصیبتوں پر صبر کرنے والے بھی شفاعت کریں گے، حدیث پاک میں ہے کہ میری شفاعت میری امت کے بڑے بڑے گنہگاروں کے لئے ہوگی اس حدیث کو بہت سارے ائمہ نے ذکر فرمایا نیز شفاعت کے باب میں احادیث متواتر المعنی کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے: وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ۔

سوال نمبر 237: کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اسی امت کے اہل کبائر کے ساتھ خاص ہے نیز معتزلہ شفاعت کی کس قسم کے منکر ہیں؟

جواب: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اسی امت کے اہل کبائر (یعنی گناہ کبیرہ کے مرتکب) کے ساتھ ہی خاص نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام امتوں کے لیے غموں کو دور کرنے والے اور رحمت ہیں لہذا ثابت ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی شفاعت کی کئی اقسام ہیں۔ نیز معتزلہ مطلقاشفاعت کے منکر نہیں بلکہ شفاعت کی وہ قسم جو درجات بڑھانے کے لئے ہو گی اس کے منکر ہیں۔

سوال نمبر 238: میزان اعمال کے بارے میں اہل سنت کا عقیدہ واضح فرمائیں نیز میزان رکھنے کی وجہ بیان فرمائیں؟

جواب: قیامت کے دن اعمال کا میزان کے ذریعے وزن کیا جانا حق ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ: اور اس دن تول ضرور ہونی ہے تو جن کے پلّے بھاری ہوئے وہی مُراد کو پہنچے۔ نیز میزان کی ایک زبان اور دو ہتھیلیاں بھی ہوں گی۔

میزان کی کئی علتیں بیان کی گئی ہیں جن میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے کمال اور عدل کے جمال کو ظاہر کرنے کے لئے میزان کو رکھا جائے گا اور کفر و ایمان کے مراتب میں فرق کرنے لئے رکھا جائے گا۔

سوال نمبر 239: کیا کفار کے لئے بھی میزان ہو گا؟

جواب: امام علی بن سعید رستغنی رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ کیا کفار کے لئے میزان ہو گا تو فرمایا نہیں،

پھر دوسری مرتبہ ان سے سوال کیا گیا تو فرمایا: ہاں روایت کیا گیا ہے کہ ان کے لیے بھی میزان ہو گا، یادر ہے کہ یہ ان کے اعمال میں سے بعض کو بعض پر ترجیح دینے کے لیے نہ ہو گا کیونکہ عذاب میں تو سب برابر ہیں۔

نوٹ: شیخ علی بن سعید رحمہ اللہ کا پہلا قول مردود ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان سے۔

سوال نمبر 240: جن لوگوں کی نیکیاں اور گناہ برابر ہوں گے ان کا حشر کیسے ہو گا؟

جواب: جن لوگوں کی نیکیاں اور گناہ برابر ہوں گے یہ اہل اعراف میں سے ہوں گے جو اہل معرفت و انصاف اور مجاھدین اور نیک لوگوں کے بعد جنت میں جائیں گے۔

سوال نمبر 241: اس آیت کریمہ نضع الموازین القسط میں موازین جمع ذکر فرمایا جبکہ میزان تو ایک ہی ہے؟

جواب: یہاں میزان کو جمع لائے مخلوق کی کثرت کے اعتبار سے مقابلۃ الجمع بالجمع کی سبیل پر (یعنی جمع کو جمع کے مقابلے میں لانے کے طریقہ پر) یا میزان کے بڑے ہونے کی وجہ سے جمع لائے۔

سوال نمبر 242: بندوں کے لئے میزان رکھنے میں کیا حکمت ہے؟

جواب: اس میں یہ حکمت ہے کہ بندوں کی پہچان ہو جائے اور ان کے اعمال کی تقادیر کا بیان ہو جائے تاکہ ان کے لئے ثواب و عقاب واضح ہو جائے انکے احوال کے مطابق۔

سوال نمبر 243: والقصاص فیما بین الخصوم یوم القیامۃ اس عبارت کی وضاحت کرتے ہوئے بتائے کہ قیامت کے دن قصاص کی کیا صورت ہو گی؟

جواب: ہمارے نزدیک قیامت کے دن انسانوں میں قصاص حق ہے اور اس کی صورت یہ ہو گی کہ ظالم کی نیکیاں لے کر مظلوم کو دے دی جائیں گی اگر اس کی نیکیاں کم ہو گئیں تو مظلوم کے گناہ اس ظالم کے سر پر ڈال دیئے جائیں گے اور اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا کیونکہ وہاں دراہم و دینار تو ہوں گے نہیں لہذا اسی طرح قصاص لیا جائے گا۔

سوال نمبر 244: فان لم یکن لھم الحسنات طرح السئیات علیھم اس بات کو حدیث پاک سے ثابت فرمائیں؟

جواب: بیشک مذکورہ معاملہ جائز اور حق ہے اور احادیث سے بھی ثابت ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس کسی نے بھی اپنے بھائی پر ظلم کیا ہو تو وہ آج ہی معافی مانگ لے قبل اس کے کہ جس دن نہ دینار ہوں گے نہ درھم، اور اگر اس ظالم کے پاس کوئی عمل صالح ہوا تو ظلم کی مقدار اس مظلوم کو دے دیا جائے گا اور اگر کوئی نیکی نہ ہوئی تو اس مظلوم کے گناہ اس ظالم پر ڈال دیئے جائے گے، اور دوسری مشہور حدیث کہ تم میں سے کون مفلس ہے صحابہ کرام علیھم الرضوان نے عرض کیا جس کے پاس مال نہیں تو **فرمایا:** میری امت میں کل قیامت کے دن وہ شخص مفلس ہو گا جو نماز اور روزوں اور حج اور دیگر نیکیوں کے ساتھ آئے گا مگر کسی پر ظلم کیا ہو گا کسی کا حق تلف کیا ہو گا کسی کا خون بہایا ہو گا کسی کو مارا ہو گا پس اس کی نیکیاں ان مظلوموں کو دے دی جائیں گی پھر اگر نیکیاں کم پڑ گئی تو مظلوموں کے گناہ اس کے سر پر ڈال دیئے جائے گے پھر اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

سوال نمبر 245: حوض النبی صلی اللہ علیہ وسلم حق اس عبارت کی شرح فقہ اکبر کی روشنی میں مختصر وضاحت فرمائیں؟

جواب: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حوض حق ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ
جمہور نے کوثر کی تفسیر حوض یا نہر سے کی ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جنت میں نہر بھی ہو گی اور قیامت گاہ پر حوض بھی ہو گا بہر حال اس بات میں اختلاف ہے کہ یہ پل صراط سے پہلے ہو گا یا بعد ہو گا۔

جیسا کہ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اصح قول کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو حوض ہوں گے ان میں سے ایک صراط اور میزان سے پہلے ہو گا بیشک لوگ اپنی قبروں سے پیاسے نکلے گے میزان اور صراط سے پہلے حوض کی طرف آئے گے

اور دوسرا جنت میں ہوگا ان دونوں کو کوثر کہا جاتا ہے (انشاء اللہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین کے صدقے ہم بھی ان سے اپنا حصہ پائے گے)

سوال نمبر 246: کون کونسے انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے حوض ہوگا نیز حوض سے کن کن کو روکا جائے گا؟

جواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ہر نبی کے لئے ایک حوض ہوگا بیشک تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنے حوضوں پر کثرت خلق کی وجہ سے فخر کریں گے اور مجھے امید ہے کہ میرے حوض پر سب سے زیادہ لوگ ہوں،

اور جن لوگوں نے جماعت مسلمین اہل سنت کی مخالفت کی ہوگی ان کو حوض سے روکا جائے گا جیسے روافض، خوارج، معتزلہ وغیرہ

سوال نمبر 247: حوض کوثر کی کیفیت بیان فرمائیں؟

جواب: حدیث پاک میں ہے کہ: جنت میں میرے حوض کی مسافت ایک ماہ ہوگی اور اس کے دونوں کنارے برابر ہوں گے اور اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہوگا اور اس کی خوشبو مشک سے زیادہ پاکیزہ ہوگی اور اس کا ذائقہ زیادہ لذیذ اور شہد سے زیادہ میٹھا، برف سے زیادہ ٹھنڈا، مکھن سے زیادہ نرم ہوگا اور اس کے دونوں کنارے زبرجد کے ہوں گے اور اس کے برتن چاندی کے ہوں گے اور ان کی تعداد آسمان کے ستاروں کے برابر ہوگی جو بھی اس حوض سے ایک بار پیئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔

سوال نمبر 248: کیا جنت و جہنم پیدا کی جاچکی ہیں قرآن سے دلیل دے کر واضح فرمائیں؟

جواب: جی ہاں! جنت و دوزخ پیدا کی جاچکی ہیں جو آج ہی موجود ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ

اور جہنم کے بارے میں فرمایا: اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ۔

الجنۃ والنار لاتفنیان

سوال نمبر 249: جنت و دوزخ کے بارے میں فرمایا لاتفنیان ابدا اس کی شرح کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

جواب: فرمایا کہ: جنت و جہنم دونوں کبھی فناء نہ ہوں گی یعنی نہ یہ فناء ہوں گی اور نہ اس میں رہنے والے کبھی فناء ہوں گے اور نہ اس میں رہنے والی حوریں۔

سوال نمبر 250: ھدایت و گمراہی کس کی مشیت پر ہے؟

جواب: ھدایت و گمراہی اللہ کی مشیت پر ہے جسے چاہے اپنے فضل سے ھدایت دے اور جسے چاہے اپنے عدل سے گمراہ فرمائے۔

سوال نمبر 251: واضلالہ خذلانہ یہاں متن میں خذلان سے کیا مراد ہے؟

جواب: فرمایا کہ: کسی کو گمراہ کرنا اللہ کی طرف سے خذلان ہے یہاں خذلان سے مراد اللہ اس بندے کو اپنے پسندیدہ کاموں کی توفیق نہیں دیتا اور یہ اللہ کی طرف سے عدل ہے اور اسی طرح گناہوں پر رسوا ہونے والے کو سزا دینا اس کی طرف سے عدل ہے کیونکہ اللہ پر کوئی چیز بھی واجب نہیں وہ جو چاہے کرے مالک علی الاطلاق ہے۔

سوال نمبر 252: کیا شیطان ایمان سلب کر سکتا ہے فقہ اکبر کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

جواب: شیطان بندہ مؤمن سے قہراً اور جبراً ایمان سلب نہیں کر سکتا ہاں بندہ خود اپنے اختیار سے ایمان کو چھوڑ دیتا ہے تو جب ایمان کو چھوڑ دیتا ہے تب شیطان اس سے ایمان کو سلب کر لیتا ہے۔

عذاب القبر

سوال نمبر 253: قبر میں منکر نکیر کے سوالات کے بارے میں اور بندے کی طرف روح کے لوٹانے کے بارے میں اپنا عقیدہ واضح فرمائیں؟

جواب: ہمارا عقیدہ ہے کہ منکر نکیر کا قبر میں سوالات کرنا حق ہے اور احادیث سے ثابت ہے اور قبر میں روح کو دوبارہ بندے کے طرف لوٹانا بھی حق ہے۔

سوال نمبر 254: ضغطة القبرحق اس عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے بتائے کہ عذاب قبر کن کن کو ہو گا؟

جواب: ترجمہ: قبر کا دبانا حق ہے، اور عذاب قبر بالخصوص تمام کفار کے لئے اور بالعموم بعض گنہگار مسلمانوں کے لیے بھی ہو گا

سوال نمبر 255: کیا اللہ تعالی کے لئے اس کی صفات کو فارسی میں بھی بول سکتے ہیں نیز کونسی صفت کو بولنے سے منع کیا گیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی وہ تمام صفات جن کو علماء کرام نے فارسی میں ذکر فرمایا ہے ان کو اللہ کے لئے بولنا جائز ہے ہاں فارسی میں ید (ہاتھ) اس کے لئے بولنا جائز نہیں۔

سوال نمبر 256: بروی خدا کا معنی بیان فرمائیں نیز اس کی کیا کیفیت ہو گی؟

جواب: یعنی اللہ کے سامنے ہونا یہ الفاظ بولنا بھی جائز ہے مگر یہ سامنے ہونا بلا تشبیہ اور بلا کیفیت کے ہو گا۔

معنی القرب والبعد

سوال نمبر 257: اللہ تعالیٰ کا نیکوں سے قریب ہونے اور گنہگاروں سے بعید ہونے کا معنی فقہ اکبر کی روشنی میں بیان فرمائیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا نیکوں سے قریب اور گنہگاروں سے بعید ہونے کا مطلب مسافت کا زیادہ یا کم ہونے کے اعتبار سے نہیں اور نہ ہی کرامت و ذلت کے اعتبار سے ہے (کہ فلاں کی اللہ کے ہاں یہ عزت ہے اور فلاں اللہ کے ہاں ذلیل ہے) بلکہ نیک شخص کا اللہ کے قریب ہونا بلا کیفیت کے ہے اور گنہگار کا اس سے دور ہونا بھی بغیر کسی کیفیت کے ہے اور اسی طرح مناجات کرنے والے سے اللہ کا قریب یا بعید ہونا یا اس پہ توجہ فرمانا بلا کیفیت کے ہے۔

سوال نمبر 258: جنت میں اللہ کی بارگاہ میں کھڑا ہونے اور اس کا پڑوسی ہونے کی وضاحت فرمائیں؟

جواب: جنت میں نیک لوگوں کا اللہ کا پڑوسی ہونا اور اس کی بارگاہ میں کھڑا ہونا بغیر کسی کیفیت و وصف کے ہو گا۔

القول فی تفاضل آیات القران

سوال نمبر 259: کیا قرآن کی آیات ایک دوسرے پر فضلیت رکھتی ہیں؟

جواب: امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: وہ قرآن جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا اور مصحف شریف میں لکھا گیا اس کی تمام آیات از روئے کلام کے فضلیت و عظمت میں مساوی ہیں یعنی مقصود میں تمام آیات برابر ہیں وہ چاہے اللہ کی رحمت ہو یا اولیاء کی مدح یا دشمنوں کی مذمت ہو یا اللہ کے غضب کا تذکرہ ہو، **ہاں بعض آیات** کو فضلیت ذکر اور فضلیت مذکور دونوں حاصل ہے۔

سوال نمبر 260: آیۃ الکرسی کو اتنی فضلیت کیوں حاصل ہے فقہ اکبر کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

جواب: آیت الکرسی کو اس لیے فضلیت حاصل ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی جلالت و عظمت اور اس کی صفت کا ذکر کیا گیا ہے اور اس میں فضیلت الذکر اور فضلیت المذکور دونوں جمع ہیں یعنی جو ذکر (قرآن) تو افضل ہے ہی ساتھ ساتھ جس کا تذکرہ ہوا وہ بھی افضل ہے۔

سوال نمبر 261: وفی صفۃ الکفار فضیلۃ الذکر فحسب، ولیس فی المذکور وھم الکفار فضیلۃ اس عبارت کی وضاحت فرمائیں؟

جواب: فرمایا کہ: وہ آیات جن میں کفار کا ذکر ہو اوہ بھی فضلیت الذکر ہیں لیکن جن کا ذکر کیا گیا جیسے کفار یا ابو لہب وغیرہ ان کو کوئی فضیلت نہیں۔

سوال نمبر 262: کیا اللہ کے تمام اسماء وصفات فضلیت وعظمت میں برابر ہیں؟

جواب: جی ہاں! اللہ کے تمام اسماء وصفات فضیلت وعظمت میں برابر ہیں ان میں کوئی تفاوت یعنی فرق نہیں۔

سوال نمبر 263: ابوطالب کے خاتمے کے بارے میں امام اعظم رحمہ اللہ کا عقیدہ واضح فرمائیں؟

جواب: امام اعظم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کا خاتمہ کفر پر ہوا۔

ابناء رسول اللہ وبناتہ

سوال نمبر 264: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنے شہزادے اور کتنی شہزادیاں تھی نیز ان کے اسماء گرامی بھی بیان فرمائیں؟

جواب: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تین شہزادے تھے جن کے اسماء یہ ہیں: حضرت قاسم، حضرت طاہر اور حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنھم اور آپ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی چار شہزادیاں تھیں جن کے اسماء مبارک یہ ہیں: حضرت فاطمہ اور حضرت زینب ورقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنھن۔

سوال نمبر 265: اگر کسی انسان پر علم توحید کی پیچیدگیوں میں سے کوئی شے ملتبس ہو جائے تو وہ کیا کرے؟

جواب: اگر کسی انسان پر علم توحید کا کوئی مسئلہ ملتبس ہو جائے تو اس کے لیے مناسب ہے کہ فی الحال جو بھی اللہ کے ہاں درست ہے اس کا عقیدہ رکھے یعنی اس معاملے کو اللہ کے سپرد کردے کہ حق وہی ہے جو اللہ جانتا ہے اور جب کسی عالم کو پالے تو اس سے اس پیچیدگی کے بارے میں سوال کرے تاکہ معاملہ اس پر اظہر من الشمس ہو جائے اور یاد رہے ایسا شخص جو اللہ تعالیٰ کی صفات میں متردد ہو پوچھنے میں تاخیر نہ کرے اور یہ اس بارے میں توقف کی وجہ سے معذور بھی نہیں سمجھا جائے گا اگر توقف کرے گا تو اس کی تکفیر کی جائے گی کیونکہ توقف کرنا شک کا موجب (سبب) ہے۔

سوال نمبر 266: معراج کے منکر کا حکم واضح فرمائیں؟

جواب: یاد رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جسمانی معراج کرنا حق ہے اور صحیح معتمد حدیث سے ثابت ہے اور جو کوئی اس کا منکر ہو گمراہ ہے۔ بہرکیف اس کی تفصیل ہے کفریہ کلمات صفحہ نمبر 226 سے دیکھ لی جائے۔

اشراط الساعة

سوال نمبر 267 : فقہ اکبر کی روشنی میں قیامت کی نشانیاں بیان فرمائیں؟

جواب: دجال کا نکلنا اور یاجوج ماجوج کا نکلنا، اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا،

سوال نمبر 268 : صحیح احادیث اور آیات میں جو قیامت کی نشانیاں بیان کی گئی ہیں ان کے بارے میں ہمارا کیا عقیدہ ہے واضح فرمائیں؟

جواب: ان کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ سب حق ہیں اور انشاء اللہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جو فرمایا سب ہو کر رہے گا، اللہ تعالیٰ جسے چاہے سیدھے راہ کی ھدایت دیتا ہے، اللہ ہمیں سر سید احمد خان کے عقائد و نظریات سے محفوظ فرمائے آمین

عنصر رضا جامی عطاری